ساجن تجھ سنگ عید میری

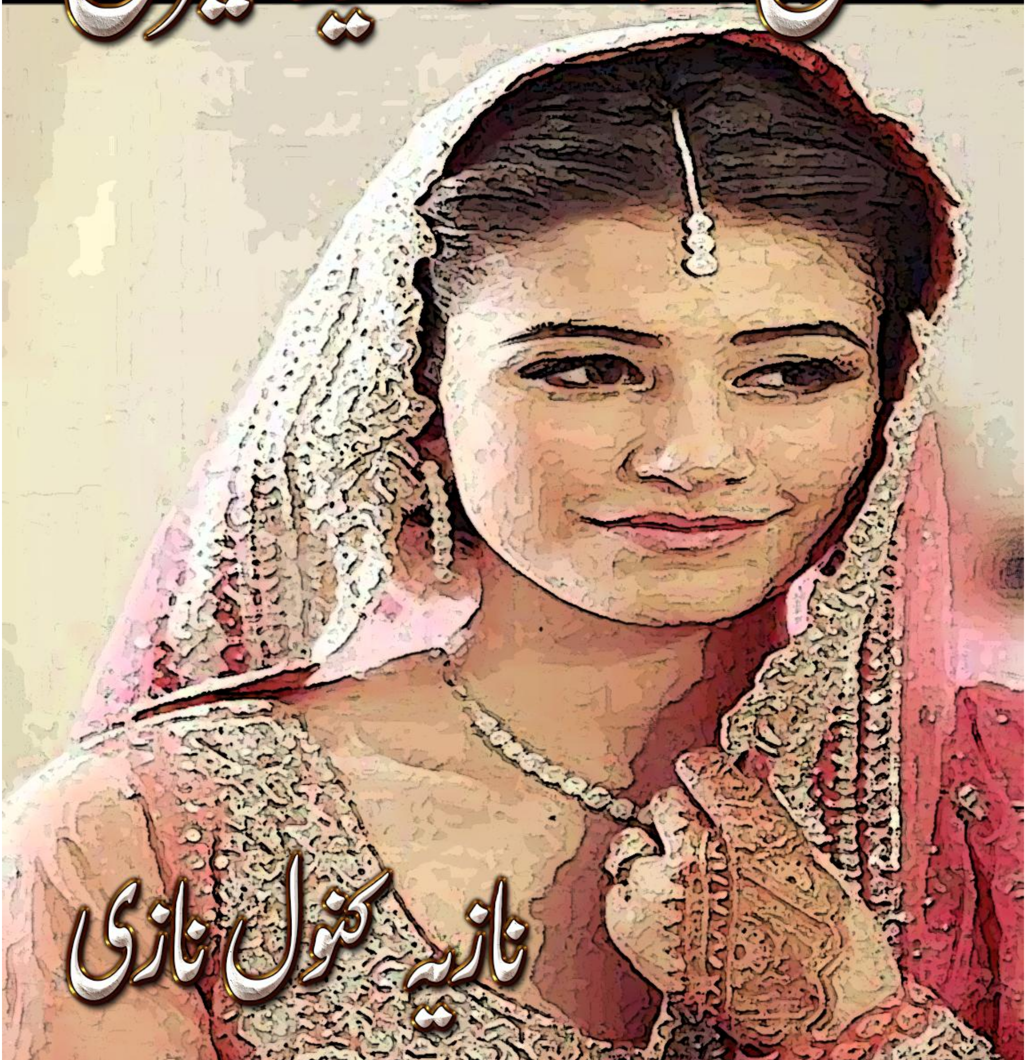

نازیہ کنول نازی

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

ساجن تجھ سنگ عید میری

پاکستانی پوائنٹ

نازیہ کنول نازی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

ساجن تجھ سنگ عید میری

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ کمپوزنگ ٹیم

پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود ناولز بالکل مفت ہیں۔اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تا کہ جو لوگ وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روز کا ایک صفحہ کمپوز کر کے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے،

سپر موڈز: صبا گل، تتلی، ٹیم لیڈر: ایم وائے صائم، مینجمنٹ: حسیب یا وقار سے رابطہ کریں، شکریہ

نہ بچھڑ کے تجھ سے ہمیں یہ بد گمانی ہے
کے تیرا نام بھلا دیں گے اور جی لیں گے
کبھی کسی کو نہ چاہیں گے زندگی کی طرح
چراغ دل کو بجا دیں گے اشک پی لے گے
فضا میں خنکی کا احساس رچا ہوا تھا

پچھلے دو دن سے گرتی برف اور دوھند نے شہر کی ساری خوبصورتی کو جیسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔شہر کے لوگ پریشان دکھائی دے رہے تھے مگر وہ گرم سوٹ میں ملبوس خود اپنے آپ سے بے نیاز اوپر ٹیرس پر کھڑی تھی پچھلے کئی دنوں سے اس نے چاند کو نہیں دیکھا تھا۔لہٰذا اس وقت بھی اس کی نظریں اوپر نیلے آسمان پر جمی چاند کو ڈھونڈنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں جو پچھلے تین چار روز سے گھنگھور بادلوں کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا تھا۔۔

یہ شغل جانے کب تک جاری رہتا کے اچانک اس کی ماموں زاد بہن ثانیہ عبّاس نے پر جوش انداز میں اس کے قریب پہنچ کر اطلاح دی۔۔

سبی پاکستان سے تمارے تایا کا فون آیا ہے الحمدللہ رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا ہے لہذا کل پہلا روزہ ہو گا

تو۔۔۔۔۔۔؟ ذرا سا پیچھے پلٹ کر ثانیہ عبّاس کے پر جوش چہرے کی طرف دیکھتے ہوے اس نے پوچھا۔ جواباوہ حیرانگی سے بولی۔

تجھے خوشی نہیں ہوئی؟ ثانیہ کا سوال عجیب نہیں تھا مگر پھر بھی اس کے اندر ہوک سی اٹھی تھی۔

آئی ڈونٹ نو ثانی۔۔۔ خوشی یا غم کا واسطہ تو زندہ لوگوں سے ہوتا ہے۔ میری طرف دیکھو کیا میں زندہ ہوں؟ وہ رو نہیں رہی تھی مگر اس کے باوجود اس کی آنکھوں سے جیسے لہو ٹپک رہا تھا۔ ثانیہ عبّاس نے بے ساختہ اس سے نگاہ چرا ای ء تھی۔۔۔

ایسا نہیں کہتے سبی۔۔۔ اللہ۔ ناراض ہوتا ہے۔

آہ۔۔۔ مجھ سے تو سبھی ناراض ہیں یہاں تک کے میری تقدیر بھی۔

ٹھنڈی اہ بھر کر اس نے بے ساختہ پلکیں موندی تھیں جب وہ ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈالتے ہوے بولی۔۔

دنیا ایک سعدیز دانی پر ختم نہیں ہوتی ہے سبی، پھر کیوں نہیں بھول جاتیں تم اسے؟

کوئی ہزار بار پہلے کی ہوئی نصیحت اس نے پھر دہرائی تھی، جواب میں سبرینہ اذہان کے خشک لبوں پر بکھرنے والی زخمی مسکراہٹ نے اسے مزید تکلیف سے ہمکنار کیا تھا۔

میں اپنے آپ کو عرصہ ہوا بھلا بیٹھی ہوں ثانیہ، مگر وہ مجھے خود کو بھولنے نہیں دیتا ہے، بے بس کر کے رکھ دیا ہے اس نے مجھے۔ اس بار وہ لب بھینچتے ہوئے رو پڑی تھی۔

اٹس اوکے، چل نیچے تجھے پھوپھو بلا رہی ہیں شاید کوئی ضروری بات کرنی ہے تجھ سے،

ثانیہ عبّاس اس کی ماں کے منہ بولے بھائی کی بیٹی تھی۔ یہ لوگ شروع سے امریکا میں مقیم تھے۔ تاہم سبرینہ سے ملنے وہ کبھی کبھی اس کے پاس ان کے گھر آجاتی تھی، سبرینہ کی محبت کا ایک ایک راز اس پر منکشف تھا۔ تاہم وہ ہمیشہ اسے کچھ بھی مثبت سمجھانے میں ناکام رہی تھی۔

اس وقت بھی وہ جانتی کے جتنا وہ اس موضوع کو کریدے گی۔ سبرینہ اذہان کو اتنی ہی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہذا اس بار ایک مرتبہ پھر اس نے فورا بات کو بدل دیا تھا۔۔ سبرینہ آنسو پونچھ کر ثانیہ کے ساتھ نیچے ہال میں آئی، تو اماں تسبیح ہاتھ میں لئے کوئی وظیفہ پڑھتے ہوئے اسی کی راہ دیکھ رہی تھیں،

آپ نے مجھے بلایا اماں۔۔۔۔ صوفے پر ان کے مقابل بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔ جب وہ وظیفہ ختم کر کے خود پر پھونک مرتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہو کر بولیں..

ہاں تیرے تایا کا فون آیا ہے پاکستان سے،

اس بار یہ عید ہم پاکستان میں ہی منائیں گے۔ لیکن کیوں اماں ہم یہاں ہی ٹھیک ہیں۔ ہمیشہ کی طرح پاکستان کا نام سن کر اس کے لہجے میں گہرا اضطراب در آیا تھا۔ تبھی اماں خفگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں

تو ٹھیک ہو گی۔ مگر میرا یہاں پل پل دم گھٹتا ہے، جدھر دیکھو بے حیائی کے چلتے پھرتے اشتہار دیکھنے کو ملتے ہیں، میں اب مزید یہاں نہیں رہنے کی۔ لیکن میں آپ کے ساتھ نہیں جاوں گی اماں،، اس کا دل ایک دم سے اتھل پتھل ہو رہا تھا۔ مگر اس بار اماں نے اس کی ایک نہیں سنی،، چھپ رہ۔۔۔۔ تو کیسے نہیں جائے گی، اللہ خیر رکھے۔ عید کے فورن بعد فہد تیرے تایا کے بیٹے کی شادی ہے۔ اسی لیے میں نے عمیر سے کہ دیا کے سب کچھ جلد سمیٹ کر پاکستان سیٹل ہونے کی تیاری کرے۔۔ اپنا ملک آخر اپنا ہوتا ہے۔ میں یہاں، پرائی زمین میں دفن نہیں ہونا چاہتی اماں کے اپنے ہی۔ نظریات تھے،، لہذا وہ آنکھوں میں آنسو لئے ان کے پاس سے اٹھ آئی،،،۔ اوپر اپنے کمرے میں آکر، وہ ایک مرتبہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی،، میں تمہارا سامنا نہیں کرنا چاہتی سعد،،،، نہیں ملنا چاہتی میں دوبارہ تم سے،، پھر یہ لوگ کیوں مجھے توڑ دینے بضد ہو گے ہیں۔ بے بسی سے تکیے پر مکے برساتے ہوئے وہ شدت سے رو پڑی تھی،، مگر دل کا درد تھا کے بجائے کم ہونے کے مزید بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا

،، اضطراب کے عالم بے خود ہوتے ہوئے وہ پھر رو دی۔ کمرے کے ملگجے سے ماحول میں،، جیسے اداسی سی بکھرنے لگی تھی،، آنسو قطار در قطار اس کی آنکھوں سے پھسل رہے تھے۔۔ اور وہ ماضی کے دھندلکوں میں گم ہوتے ہوئے جیسے سسک رہی تھی،،

افففف اتنی گرمی اوپر سے پیدل مارچ کرتے ہوئے میلوں کے فاصلے پر گھر پہنچنا ندا مجھے سمبھال یار میں بے ہوش ہونے لگی ہوں،، کندھے پر کالج بیگ لٹکائے سر پر فائل دھرے وہ اپنے مخصوص کھلنڈرے انداز میں اپنی عزیز جان فرینڈ ندا فاروقی سے پیدل گھر آتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ جب ندا چڑ کر بولی،، اچھا ہے تو یہاں بے ہوش ہو کر گر جا،، شاید اسی بہانے کوئی شریف آدمی ہمیں مفت لفٹ دے کر گھر پہنچا دے ،، ارے ----- کیا زبردست آئیڈیا دیا ہے،، میری ناقص عقل میں تو یہ بات ای ہی نہیں تھی ندا کے یونہی کہے الفاظ کو پکڑتے ہوئے وہ کچھ اس انداز سے بولی کے وہ خود بی حیران رہ گئی ۔۔ وہاٹ ------ کہنا کیا چاہ رہی ہے تو؟؟؟؟ کہنا نہیں کچھ دیکھنا چاہ رہی ہوں،، دیکھ کوئی اچھی سی گاڑی والا شریف بندا ہمارے قریب سے گزرا،، تو میں جان بوج کر اس کی گاڑی سے ٹکرا جاؤں گئی۔ اور جھوٹ موٹ بے ہوشی کا ناٹک بی چلے گا۔۔۔۔ اس پر تم واویلا مچا دینا تب اس شریف بندے کے پاس سوائے ہمیں باحفاظت گھر چھوڑنے کے کوئی راستہ نہیں بچے گا۔،،، نا

بابا نا اس کھیل میں رسک بہت ہے ،،، ایک تو مجھے سیریسلی چوٹ لگنے کا خطرہ ہے ۔۔ دوسرے ہم کسی پر اعتبار بھی نہیں کر سکتے ،، اب کسی کے چہرے پر تو نہیں لکھا ہوتا کے وہ شریف ہے ،،، اومائے گوڈ ۔۔۔ تو اتنا ڈرتی کیوں ہے ؟؟ یار میں ہوں نا تیرے ساتھ ،،،، کچھ نہیں ہو گا ،،، اب وین چھوڑی ہے تو اس کا خمیازہ بھی بھگتنا ہی پڑے گا ۔۔۔۔۔۔ اس کا اپنا ہی مخصوص انداز ہوتا تھا از حد معصومانہ اور بے باق ۔۔۔ ندا اس نے برعکس قدرے ڈرپوک تھی ،،،، لیکن اس وقت شدید گرمی میں مزید پیدل چلنا خود اس کے بس سے باہر ہو رہا تھا ،، سو دل ہی دل میں ڈرتے ہوئے اللہ کا نام لے کر اس کا ساتھ دینے پر تیار ہو گئی تھی ۔۔ پانچ دس منٹ انہیں مزید پیدل چلتے ہوئے گزر گے تھے ،،۔ تب اچانک ایک بلیک شیراڈ ،، قدرے سلور فتار میں آئی ،، جو نہی انہیں دکھائی دی ، سبرینہ ندا کو باخبر کر کے ،، تیزی سے بھاگتے ہوئے اس کی طرف لپک آئی___ ،،، صدشکر کے گاڑی ڈرائیو کرنے والا مکمل طور پر باخبر تھا ،،، وگرنہ یہ ڈرامہ اسے مہنگا بھی پر سکتا تھا ۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی ،، اور اس میں سے گرے تھری پیس سوٹ میں مالبوس ،،، ایک نہایت ڈیشنگ پر سنلٹی والا شخص نکل کر تیزی سے سبرینہ کی طرف بڑھا تھا جس کے ماتھے پر واقعی چوٹ لگ گئی تھی ،،،، اوٗمائے گوڈ ۔۔۔ میری دوست کو زخمی کر ڈالا ،،، آپ نے ،، میں ابھی پولیس کو فون کر کے آپ کو گرفتار کرواتی ہوں ۔۔۔ سبرینہ کو ماتھا پکڑے کراہتے دیکھ کر ندا نے فوراً اپنا کردار ادا کیا تھا

،،جب وہ خوبصورت سا شخص قدرے پریشان ہوتے ہوئے بولا۔۔، آئی ام سوری،، میں تو خاصی احتیات سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔ آپ کی دوست خود ہی بھاگتے ہوئے اچانک گاڑی کے اگی سامنے آگئی تھی۔۔ایک توچوری اوپر سے سینہ زوری،،،، میں کچھ نہیں جانتی فوراگھر چھوڑ کر آئیں۔۔۔ وگرنہ بڑے امیر باپ کی بیٹی ہے میری دوست،،، آپ کو جان چھوڑانی مشکل ہو جائے گئ،،، ندا عین سبرینہ کی ہدایت کے مطابق بول رہی تھی،،، لہذا مجبورا نو جوان کو ان کی بات ماننا پڑی۔۔۔۔

اچھی زبردستی ہے،، زیر لب بڑبڑا کر اس نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا تھا، جب ندا سرعت سے سبرینہ کو سمبھال کر فورا اندر برجمان ہو گئ،، تپتی دوپہر میں ایئرکنڈیشنڈ گاڑی کی ٹھنڈک نے گہرا سکون بخشا تھا۔۔۔۔

اف۔۔۔۔۔ماتھا کتنی بری طرح چھل گیا ہے،، انٹی دیکھیں گئ تو کلیجہ منہ کو آجائے گا ان کا ۔۔۔۔،، 'گاڑی سٹارٹ ہوتے ہی ندا نے اس اجنبی کو سنانے کے لیے پھر افسوس سے کہا تھا، جبکے وہ قدرے چڑتے ہوئے بولا۔۔۔

ایسی ہی لاڈلی ہیں آپ کی دوست تو پیدل مارچ کیوں کر رہی تھیں۔۔،،

مجبوری تھی بھائی۔۔ کیوں کے ہماری دوست کافی رحم دل بھی واقع ہوئی ہیں"" اپنی گاڑی ملازم کو دے دی اس بیچارے کی بیوی بیمار تھی" ہسپتال لے جانا تھالہذا انہوں نے حاتم طائی کی قبر پر لات مارتے ہوئے گاڑی ان کے حوالے کی اور خود پیدل ہی گھر کو چل پڑیں۔۔۔۔

یہ سبق اسے سبرینہ نے نہیں پڑھایا تھالہذا وہ اس کی گود میں لیٹی اپنی اس خفیہ خوبی پر خود بھی حیران رہ گئی تھی۔۔۔۔

واہ۔۔۔ انسانیت ہو تو ایسی"" یقیناً آپ کی دوست کسی نیک گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں گئی ۔۔۔

مکمل توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کیے اب وہ اسے سراہ رہا تھالہذا اندا کا جوش مزید بھڑک اٹھا ۔۔۔۔

ارے ایسا ویسا نیک گھرانہ " لنگر بٹتے ہیں میاں "" میری دوست کے پاپا کھڑے کھڑے گریبوں میں ہزاروں بانٹ دیتے ہیں۔۔۔ وہ چونکے سبرینہ کی دوست تھی۔۔ لہذا چھوڑنے پر اتراتی تو پھر حدیں پھلانگ جاتی تھی۔۔۔۔

زبردست۔۔۔۔۔۔ اتنی معزز اور امیر لڑکی' آج مجھ سے ٹکرا گئی۔۔ میں تو اسے خوش نصیبی ہی سمجھوں گا۔۔۔

پتا نہیں وہ واقعی اس کی گفتگو سے متاثر ہو رہا تھا یا انہیں مکھن لگانے کی کوشش کر رہا تھا"""

بہر حال گھر سے کچھ دور ہی 'ندا نے اسے گاڑی روکوالی تھی۔۔۔۔۔

بس یہاں ہی روک دیں""کسی ملازم نے دیکھ لیا تو گھر میں سبرینہ سے باز پرس شروع ہو جائے گی۔۔ آخر کو نیک اور معزز گھرانے سے تعلق رکھتی ہے میری دوست""""""

سبرینہ کا دل چاہ رہا تھا کے آج اتنی کامیاب اداکاری پر اس کا منہ چوم لے۔۔ مگر فلحال وہ اس پوزیشن میں نہیں تھی۔لہذا خاموشی سے گاڑی سے اتر آئی_____

سوری اگیں مہیم۔۔۔۔ میرا خیال ہے زخم زیادہ گہرا نہیں ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی آیندہ سڑک کراس کرتے ہوئے احتیاط کیجیے گا۔۔"""

لباس کی مانند اس کا لہجہ بھی کافی سلجھا ہوا تھا"""تاہم سبرینہ بس ایک سرسری نگاہ ڈال کر اگے بڑھ آئی تھی۔۔۔۔۔

اگلے کچھ ہی لمحوں میں وہ گاڑی لے کے وہاں سے غایب ہو گیا تو دونوں دوستں ایک دوسرے کے ہاتھوں پر ہاتھ مر کر خوشگوار انداز میں کھکھلا اٹھیں۔۔۔۔

بول کیسا رہا میرا آئیڈیا؟؟؟؟

گھر کے قریب پہنچ کر سبی نے ندا سے پوچھا تھا"جب وہ بھی اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے ہنس کر بولی۔۔۔زبردست""""""""

آئندہ بھی آپ کی ذہانت سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے ۔۔۔۔ اگلے روز سنڈے تھا اور انہیں اپنی عزیز ترین دوست ماریا ظہیر کی شادی میں شرکت کے لیے جانا تھا۔ دونوں نے کافی پہلے سے ہی تیاری کر رکھی تھی۔ ندا کی نسبت سبی کا گھرانہ کم خوشحال تھا۔۔ وہ کل پانچ بہن بھائی تھے،، دو بھائی اور تین بہنیں،، ایک بھائی سب سے بڑا تھا اور ایک سب سے چھوٹا جبکے تینوں بہنوں میں سے ایک کی شادی ہو چکی تھی ،،،، اس کے والد جناب انور صدیقی صاحب ایک اسکول میں دس ہزار ماہوار تنخواہ پانے والے،، درمیانے سکیل کے استاد تھے ۔۔۔ دس ہزار میں سے چار پانچ ہزار تو بجلی۔ پانی اور ٹیلی فون کے بل کی نظر ہو جاتے تھے ۔۔۔باقی پانچ ہزار میں گھر کا خرچہ، تعلیم کے آخراجات اور بیماری وغیرہ کا بوجھ اٹھانا، قطعی نا قابل برداشت تھا۔۔۔ نتیجتا انور صاحب کو کئی بار اپنے جاننے والوں سے قرض لینا پڑا ۔۔۔۔ غربت کے باعث آئے دن گھر میں ہنگامے ہوتے رہتے تھے مگر سبرینہ نے اپنی کھلنڈری طبیعت کے باعث کبھی ان جھگڑوں کو دل پر نہیں لیا تھا، وہ ہر حال میں خوش رہنے والی لڑکی تھی۔۔۔۔۔۔

سبی اور ندا کا ساتھ بچپن کا تھا دونوں نے ایک ہی اسکول میں میٹرک تک تعلیم حاصل کی تھی اور اب ندا کی اصرار اور مدد پر، سبی اسی کے کالج میں گریجویشن بھی کر رہی تھی اور دونوں کا آخری سال بھی تھا۔۔۔۔ بی اے کے بعد ندا کا ارادہ تو یونیورسٹی جواین کرنے کا تھا۔۔ تاہم

سی شدید خوائش کے باوجود یونیورسٹی کے خواب نہیں دیکھ سکتی تھی کیوں کے اپنے گھریلو حالات کا اسے بھی باخوبی علم تھا اور وہ یہ بھی جانتی تھی کے اماں گریجویشن کے بعد اسے پیا گھر سدھانے کا پورا پروگرام بنائے بیٹھی ہیں۔لہذا یونیورسٹی جوائن کرنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

کالج میں ان دنوں فن فیئر شو کی تیاریاں ہو رہی تھیں جس میں ہر سال کی طرح اس سال بھی سبرینہ نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا تھا۔۔۔پڑھائی کے معملے میں بھی وہ کافی تیز تھی۔۔۔۔۔

ماریہ ظہیر کی شادی کا فنکشن چوں کہ رات کو رکھا گیا تھا لہذا اسے بڑی مشکل سے اس تقریب میں شرکت کی اجازت مل سکی تھی،وہ بھی محض ندا فاروقی کے بے حد اصرار پر،، جس نے اماں کو مکمل اطمینان دلایا تھا کے وہ پل پل اس کے ساتھ رہے گی۔۔

رات کو تقریباً نو بجے ٹیکسی کے زریعے وہ اپنی امیر ترین دوست ماریہ ظہیر کے محل جیسے گھر کے وسیع لان میں پہنچی تھی جس کی ڈیکوریشن اس درجہ مہارت اور عمدگی کے ساتھ کی گئی تھی کے سبرینہ کے ساتھ ساتھ ندا کی آنکھیں بھی حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔

ماریہ ان سے نہایت محبت اور اپنایت سے پیش آئ تھی۔ فنکشن ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔۔ مہمان بھی برائے نام ہی آیے تھے۔۔۔ماریہ کو مہندی لگ چکی تھی مگر وہ ابھی تک باقاعدہ دلہن نہیں بنی تھی،کیوں کے فنکشن سٹارٹ ہونے میں ابھی بہت ٹائم تھا۔۔۔۔۔

مزید ایک گھنٹہ کیسے گزر گیا سبرینہ کو احساس تک نہ ہو سکا۔۔۔

موقع اور تقریب کی مناسبت سے آج اس نے خاصا نفیس سا،،لائٹ پرپل اور سی گرین کے کمبی نیشن کا خوبصورت پہن رکھا تھا،،

جو وہ بڑی منتوں سے اپنی بڑی بہن سے اس تقریب کے لیے مانگ کر لائی تھی جدید تراش خراش اور ذراسی محنت سے وہ سوٹ اس پر بے حد بچ گیا تھا۔۔۔

وہ کمرے میں ماریہ کے پاس ہی بیٹھی تھی جبکے ندا کا کچھ پتا نہیں تھا کے وہ کہاں روپوش ہو گئی تھی۔ شہر کی معروف بیوٹیشن کے ماھر ہاتھوں نے عام سے نقوش والی ماریا ظہیر کو چندے آفتاب بنا ڈالا تو ماریا نے پاس بیٹھی سادہ سے سبرینہ کو بھی پکڑ کر اس کے اگے بیٹھا دیا ۔۔۔۔۔

نمرہ۔۔یہ میری سب سے اچھی دوست ہے۔۔۔

تھوڑی اس پر بھی محنت ہو جائے،،بیوٹیشن سے مخاطب ہو کر اس نے کہا تھا جب کے سبرینہ نہ نہ ہی کرتی رہ گئی تھی۔ مگر ماریا نے اس کی ایک نہیں سنی، نتیجتاً تقریباً ادھے گھنٹے کے بعد ہی سبرینہ نے آآئینہ دیکھا تو بے ساختہ اس کی چیخ نکل گئی۔۔۔

یہ اتنی حسین لڑکی کون ہے میں تو ہرگز نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔۔۔

اس کے الفاظ پر ماریا کے ساتھ ساتھ نمرہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

اف اللہ۔۔۔مجھے تو آج پتا چلا ہے کہ میں اتنی حسین ہوں،، ویسے شکر کا کلمہ پڑھ کے تیرا نکاح ہو گیا۔ وگرنہ تیرے سر تاج پر بھی میرا جادو چل سکتا تھا،،،،

اس بار اس نے ماریا کے کان میں سرگوشی کی تھی جواب میں اس کا زبردست دھموکا اس کی پیٹھ پر پڑا۔ یہاں آکر وہ واقعی وقت کی تیز رفتاری کو فراموش کر چکی تھی۔۔

رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ماریا کو اسٹیج پر لایا گیا تو وہ اس کے ہمراہ تھی۔۔۔ماریا کے اسٹیج پر آتے ہی تمام لائٹس اور کیمرے آن ہو گئی تھیں۔۔ دھڑا دھڑ بنتی تصویروں میں اس کا خوبصورت روپ بھی برابر کیمرے کی آنکھ میں ارہا تھا۔۔ وہ کچھ دیر تو ماریا کے پاس بیٹھی رہی، پھر اسٹیج پر اس کے رشتہ داروں کی آمدورفت بڑھی تو وہ اسے بتا کر آہستہ سے وہاں سے اٹھ آئی۔۔ ندا کا اب بھی کہیں پتا نہیں تھا کہ محترمہ یہاں اکر کس کے ساتھ محو گفتگو ہو گئی تھی جو اسے یکسر بھلا بیٹھی تھی۔۔ وہ اسٹیج سے اتر کر سامنے بچھی پڑی چیئرز میں سے ایک پر بیٹھنے ہی لگی تھی جب کسی نے اپنا مظبوط ہاتھ کرسی کی پشت پر جما دیا۔۔۔۔ قدرے حیرانی سے اس نے پلٹ کر دیکھا، تو نظر کے سامنے کچھ ہی فاصلے پر وہ ڈیشنگ سا شخص کھڑا تھا جس نے کل انہیں چھٹی کے بعد گھر ڈراپ کیا تھا۔۔۔ بات زیادہ دنوں پر محیط ہوتی تو

شاید سبرینہ اسے بھلا بھی دیتی مگر کل کا واقعہ ابھی ذھن میں تازہ تھا لہذا اس پر خام خواہ کا رعب ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

اس بتمیزی کا مطلب۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

کس بتمیزی کا۔۔۔۔۔؟؟؟؟ مقابل کی پر شوق نگاہیں بڑی بے باکی سے اس کے حسین چہرے کا طواف کر رہی تھیں جبکے اس کے گداز ہونٹ مجسم سے انداز میں مسکرا رہے تھے ۔۔۔۔

یہ سیٹ میری ہے ۔۔۔۔میں پہلے یہاں ایٔ تھی ،،،، سبرینہ کا انداز قدرے خفا خفا سا تھا ۔۔۔۔

آئی سی ۔۔۔۔ لیکن اس پر ہاتھ پہلے میرا پڑا ہے ۔۔ وہ اب بھی اس کے خفا خفا انداز سے لطف کشید کر رہا تھا تبھی سبرینہ کو غصہ آگیا۔۔۔۔۔

دیکھیے۔۔۔ آپ مجھے جانتے نہیں ہیں""""

تو کیا ہوا اتنی سی بات کو دل پر کیا لینا" دو تین بار یونہی اتفاقی ٹکراو ہوتا رہا تو ایک دوسرے کے بارے میں جان بھی جایئں گے ۔۔ ویسے مجھے سعد یزدانی کہتے ہیں ۔۔ ماریا کے بھائی نومان کا بہت قریبی دوست ہوں ۔۔۔۔ اس کے بولنے کا انداز بہت اٹریکیٹو تھا ۔۔ ٹھہرا ٹھہرا رگ

وجاں میں سرایت کرتا ہوا لیکن سبی اس کی سحر انگیز پرسنالٹی سے زیر ہونہ نہیں چاہتی تھی ۔۔ تبھی اکڑ کر بولی۔۔۔۔

سو وہاٹ۔۔۔۔۔۔۔ آپ سعد ہوں یا دوات "مجھے آپ سے کیا لینا دینا۔۔۔۔۔۔؟

نہ نہ یہ نہ کہیں، ہم دونوں بندہ بشر ہیں۔۔ زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر ایک دوسرے کی ضرورت پڑھ سکتی ہیں،، ویسے گرمی بہت ہے آپ کے مزاج میں۔۔ کیا بات ہے دن رات مرچیں چباتی ہیں کیا۔۔۔۔۔۔؟

وہ اب بھی اس کے مقابلے کھڑا کرسی کی پشت کو تھامے ہوئے تھا۔۔۔

جب وہ مزید برہم ہوتے ہوئے بولی۔۔ جی نہیں خون پیتی ہوں میں دن رات اور وہ بھی آپ جیسے امیر زادوں کا۔۔۔

اوٗ آئی سی۔۔۔ اس کا مطلب آپ حسین چڑیل ہیں۔۔ مقابل کے خوبصورت ہونٹوں میں مسکراہٹ اور آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔۔ جب کے سبرینہ کا چہرہ غصے سے مزید سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔

وہاٹ۔۔۔۔؟ چڑیل ہو گئی آپ کی گھر والی اور ڈریکولا ہوں گے آپ خود سمجھے،،،، اب کے بے ساختہ وہ ہنس پڑا تھا۔۔ دیکھیے بی بی۔۔۔ وہاٹ بی بی؟؟؟؟؟ میں اتنی حسین نو عمر دوشیزہ

بی بی دکھائی دیتی ہوں آپ کو۔۔مارے غصے اور صدمے کے سبرینہ کا حال دیکھنے کے لائق ہو گیا تھا،،،، جب کے وہ اب قدرے بوکھلا کر اسے دیکھنے لگا تھا۔۔۔ دیکھیے محترمہ۔۔۔ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا،،،، بامشکل نرم انداز اپناتے ہوئے اس نے وضاحت دینا چاہی تھی۔۔۔ جب کے وہ درشتگی سے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوکتے ہوئے بولی۔۔۔بس۔۔۔۔۔ آپ کے کہنے کا مطلب جو بھی تھا اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔۔۔۔ لیکن۔۔۔ کبھی وقت ملے تو اپنی شکل آ ینے میں دیکھ لیا کریں۔۔۔ پورے دس بچوں کے باپ لگتے ہیں آپ،، شدید خفگی کے انداز میں کہ کر کرسی کو ایک زور دار ٹھوکر رسید کرتے ہوئے ابھی اگے بھڑنا ہی چاہتی کے کراہ کر رہ گی۔۔۔۔۔۔

ہاے امی جی۔۔۔پاؤں پکڑ کر چوٹ کا جائزہ لیتے ہوئے وہ وہیں ٹھہر گئ تو سعد بھی ہنستے ہوئے اس کے مقابل آ ٹھہرا،، دیکھا بے جا غصّہ کرنے والوں کو اللہ فورا سزا دے دیتا ہے۔۔ سبرینہ جو پہلے ہی تکلیف سے بے حال ہو رہی تھی اب اس کے تبصرے پر مزید تپ اٹھی،،، تبھی خشمگی نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ آپ کی بہتری اسی میں ہے کے ابھی فلحال میرے منہ نہ لگیں۔۔۔ ورنہ میں بہت سر پھری لڑکی ہوں،، کچھ بھی کر سکتی ہوں۔۔ ۔۔۔۔

مثلا۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف اس کی دھمکی کی پرواہ کیے بغیر خاصے مزے سے بولا تو سبی کا پارہ مزید چڑھ گیا۔۔لہذا اس بار اس نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا تھا۔مثلا میں آپ کا سر بھی پھاڑ سکتی ہوں۔موسٹ ویلکم میم۔۔بندہ حاضر ہے۔ویسے فلحال نہ سہی۔بعد میں تو آپ کے منہ لگ سکتا ہوں نا۔وہ بھی شاید۔اپنے نام کا ایک ہی تھا۔تاہم اس سے پہلے کے سبرینہ مزید تنک کر کچھ کہتی ندا تیز تیز چلتی اس کے قریب اگئی۔۔ارے۔۔۔۔کیا ہوا سبی یہ پاؤں پر چوٹ کیسے لگ گئی تیرے۔۔۔۔۔۔۔

اس کی نظر سب سے پہلے سبی کے زخمی پاؤں پر ہی پڑی تھی تبھی فکر مندی سے بولی تو سعد پھر بے ساختہ بول اٹھا۔۔۔۔

ڈونٹ ووری۔۔۔۔محترمہ آپ کی دوست درد پروف ہیں کل ایکسیڈنٹ کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوا تو یہ بیچاری معمولی سی چوٹ ان کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔۔۔۔۔

ارے آپ بھی یہیں ہیں۔۔۔ہاؤ امیزنگ دس۔۔۔۔۔وہ اسے پہلے ہی دیکھ چکی تھی،،اب تو محض بن رہی تھی لہذا جواب میں سعد نے محض مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا

ندا تو ان کے ساتھ تھوڑی مغزماری کر تب تک میں اپنی انرجی بحال کر کے اتی ہوں کڑی نگاہوں سے گھورتے ہوئے وہ اگے بڑھی تو سعد ایک مرتبہ پھر کھکھلا اٹھا۔اگلے دس پندرہ

منت تک ندا اس کا تفصیلی انٹرویو لیتی رہی تھی۔۔۔۔۔۔ سبرینہ کی نظر۔جب ہاتھ پر بندھی نفیس سی رست واچ گھڑی پر پڑی تو اس کی آنکھیں گویا ابل آیں۔اومای گارڈ ساڑھے بارہ کا ٹائم ہو گیا اور میں ڈفر ابھی تک دندناتی ہوئی پھر رہی ہوں۔یقیناً آج تو اما کے ہاتھوں درگت بنے ہی بنے۔۔۔دل ہی دل میں خود کو سناتی وہ ماریہ کی ممی کے پاس چلی آی جو کسی اپنے جیسی نفیس سی خاتون کے ساتھ باتوں میں مشغول تھیں۔۔۔۔۔

انٹی،، ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے امی گھر پر پریشان ہو رہی ہوں گی۔۔ لہذا میں اب اجازت چاہوں گی، لیکن۔۔۔۔۔۔ ابھی تو کھانا لگ رہا ہے بیٹی کھانا کھا کر جانا۔۔۔ نہیں انٹی کھانا کھانے میں دیر ہو جائے گی میں پھر اجاؤں گی۔۔ ابھی پلیز اجازت دیں۔۔ماریا ناراض ہو گی بیٹے۔۔ اور مجھے بھی اچھا نہیں لگے گا۔وہ اسے روکنے پر مصر تھیں جب کے اماں کے ڈر سے سبرینہ کا حلق خشک ہو رہا تھا۔۔ سو وہ التجایا لہجے میں بولی سوری انٹی ابھی میرے لیے مزید روکنا ممکن نہیں ہے،،ماریا سے میں خود بات کر لوں گی پلیز۔۔۔۔

اوکے۔۔۔ گھر واپس کیسے جاؤ گی گاڑی ہے تمہارے پاس۔۔۔ بادل نہ خواستہ انہیں سبرینہ کی ضد ماننا ہی پڑی تھی۔۔۔۔ جب وہ نفی میں سر حالاتے ہوئے بولی۔۔ نہیں ندا ہیں میرے ساتھ ہم ٹیکسی میں چلے جائیں گے۔۔ نہیں بیٹے۔۔۔۔ اتنی رات میں دو جوان بچیون کو میں

ٹیکسی میں بھیجنے کا رسک نہیں لے سکتی۔۔تم رکو میں نومی کو دیکھتی ہوں۔وہ گھر چھوڑ آے گا تمھیں۔۔۔۔۔

کہنے کے ساتھ ہی وہ نگاہ دوڑاتی اگے بڑھ گی۔۔۔تو مجبوراسبی کو ندا کی طرف آنا پڑا۔جو ابھی تک سعد یزدانی سے جڑکر بیٹھی جانے کن کن مضوعات پر سیر حاصل گفتگو کر رہی تھی۔۔

چلو ندا ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے میرا خیال ہے اب ہمیں گھر چلنا چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔

سعد کو یکسر نظر انداز کر کے اس نے ندا سے کہا تھا جو اس وقت قطعی خوشگوار موڈ میں بیٹھی گزرتے وقت سے یکسر بے خبر تھی۔۔۔۔۔

ابھی کھانا لگ رہا ہے سبی،،کچھ دیر ٹھہر کر چلتے ہیں۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔میرا سر بہت درد کر رہا ہے میں مزید ایک منت یہاں نہیں رک سکتی۔۔میں نے انٹی سے کہ دیا ہے وہ ہمیں گھر ڈراپ کروادیں گئ۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔۔تو پھر تم جاؤ میں نے پاپا سے بات کر لی ہے،ایک گھنٹے بعد وہ بھائی کو بھج دیں گے۔۔۔۔۔۔۔

میں ابھی تمھارے ساتھ واپس نہیں چل سکتی۔۔۔اس وقت ندا فاروقی کی چیشمی طوطی پر ازحد غصہ آیا تھا۔مگر سعد یزدانی کے سامنے وہ مزید کوئی جھگڑا نہیں کرنا چاہتی تھی۔سو خون کے گھونٹ پیتے ہوے۔بے بسی سے واپس پلٹ گئ۔۔۔۔عین اس وقت سعد کا موبائل بج

اٹھا تھا تو وہ ندا سے معذرت کرتا۔ وہاں سے اٹھ گیا۔۔ ابھی وہ اپنے دوست سے بات کر کے واپس پلٹا ہی تھا کے ماریہ کی مما سے ٹکرا گیا سعدی۔۔۔۔۔ کیا اس وقت آپ فارغ ہو بیٹے ؟ جی آنٹی فرمائے کیا کام ہے ؟ بیٹے وہ ماریہ کی ایک دوست کو گھر ڈراپ کر کے آنا تھا نو مان پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے ۔۔جوان بچی ہے ۔۔کسی ایرے غیرے پر اعتبار بھی نہیں کر سکتی ۔۔۔۔ ڈونٹ ووری آنٹی میں ہوں نا...... آپ فکر مت کریں۔ باہر میری گاڑی کھڑی ہے ۔ آپ انہیں باہر بھیج ریجیے۔۔۔ کہنے کے ساتھ ہی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔۔ تو سمینہ بیگم ماریہ کی مما بھی اطمینان سے واپس پلٹ گئیں۔۔۔

اگلے کچھ ہی لمحوں میں سبرینہ ۔ مرے مرے سے قدم اٹھاتی گیٹ سے باہر آئ تو کچھ ہی فاصلے پر گاڑیوں کی قطار تیز روشنی میں سعد کو گاڑی سے ٹیک لگاے کھڑا دیکھ ٹھٹھک گئ ۔۔۔۔ تم ؟؟؟؟؟

میں تمھارے ساتھ ہر گز نہیں جاؤں گئ اسے دیکھ کر پھر سے غصہ عود آیا تھا، سو قدرے چلا کر ساری تہذیب اور شائستگی کو پس پشت دھکیلا تو سعد بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے بولا آپ کی مرضی میں تو صرف سمینہ انٹی کے کہنے کا مان رکھنے کے لیے یہاں چلا آیا ہوں

۔۔۔۔۔۔

اب آپ اگر گھر نہیں جانا چاہتی تو ایزیو وش،،،، کوئی زبردستی تھوڑی ہے وہ کہنے کے ساتھ ہی اندر جانے کے لیے بڑھ گیا۔۔ تو مجبوراسبی کو اسے روکنا پڑا اب وہ سمینہ انٹی سے کیا کہتی کے وہ اس کے ساتھ کیوں نہیں جانا چاہتی،،،، چلیے اسے رک کر سوالیہ نگاہوں سے اپنی جانب دیکھتے پا کر بادل ناخواستہ وہ دانت پیستے ہوے بولی تھی جب کے وہ دل کشی سے مسکراتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ آیا تھا۔۔۔

ایک سوال پوچھوں مائنڈ تو نہیں کریں گئ۔۔؟؟؟؟؟ گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے وہ پھر شرارت سے بولا تھا۔۔ سبی محض خاموشی سے اسے گھور کر رہ گئ سچ سچ بتاییے گا آپ حال ہی میں پگل کھانے سے فرار ہو کے آئ ہیں نہ۔۔۔۔جی ہاں۔۔۔۔۔کیوں کے وہاں آپ نے داخلے کا اعلان ہو گیا تھا اب اگر مزید آپ نے کوئی گل فشانی کی تو میں چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا دوں گئ۔۔۔ چبا چبا کر کہتے ہوے وہ روہان سی ہو گئ تھی جب وہ بے ساختہ ہنستے ہوئے بولا ----

نہ نہ پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے عملی طور پر ثابت کرنے کے لئے نہیں کہا۔مجھے ویسے ہی یقین آگیا ہے کے آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس بار اس نے بات ادھوری چھوڑ کر۔ نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا تھا۔لہزا سبرینہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر رو پڑی۔۔

سوری۔۔۔۔۔۔اسے روتے دیکھ کر وہ فورا سنجیدہ ہو گیا اور پھر باقی کا تمام سفر خاموشی میں ہی کٹا۔گھر سے کچھ فاصلے پر ہی سبرینہ نے گاڑی رکوالی تھی۔بس اب آپ جائیں۔۔۔۔۔۔ لیکن آگے اندھیرا ہے۔اوپر سے رات کا ایک بجنے والا ہے۔میں آپ کو دروازے تک چھوڑ اتا ہوں۔۔وہ بھی فورا گاڑی سے نکل آیا تھا۔نو تھنکس میرے خیال سے آپ نے کافی نیکی کمالی اب آپ جائیں پلیز۔میں اپنے گھر کے راستوں سے نا آشنا نہیں ہوں۔عجیب بے حس لڑکی تھی جو سعد یزدانی جیسے آئیڈیل بندے کی قربت میں بھی ذرانہ پگھلی تھی۔لہذا وہ مجبورا گاڑی کے قریب ہی ٹھہر گیا جبکہ سبرینہ اس کا شکریہ ادا کیے بغیر جونہی پلٹ کر اگے بڑھی اچانک پاؤں کے نیچے اجانے والے بڑے سے پتھر کے باعث کافی بری طرح لڑکھڑا کر رہ گئی ۔۔۔۔۔

دیکھا اسی لیے کہہ رہا تھا میں، تاریک راہ گزر ہو تو ممکنہ خطرے سے بچنے کے لیے ایک عدد ہم سفر کا ہونا نہایت ضروری ہے"""

لپک کر فورا اس نے نے سبی کو اپنے مظبوط ہاتھوں کا سہارا فراہم کیا تھا لیکن وہ سنبھل کر کھڑے ہوتے ہوئے اسے پرے دھکیل گئی۔۔۔۔

ڈونٹ ٹچ می۔۔۔۔سبرینہ ازہان کو کسی بھی راہ گزر پر چلنے کے لیے کبھی کھوکھلے سہاروں کی ضرورت پیش نہیں اتی "اب جایئے پلیز آپ یہاں سے میں گھر چلی جاؤں گئی۔۔۔۔۔

پہلی بار سعد کو اس کے روڈ سے لہجے سے سبکی کا احساس ہوا تھا۔لہذا پھر اس کے بعد وہ اس پر ایک نگاہ ڈالے بغیر سرعت سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور اگلے ہی لمحے گاڑی ریورس کرتے ہوئے زن سے اگے بڑھ گیا۔۔۔جب کے سبرینہ نے اس رات بہت دیر تلک اس کے تصور سے باتیں کی تھیں۔۔۔۔

،،

کالج میں منعقد فن فیئر شو میں اسے انار کلی کا کردار ملا تھا،،ڈرامے کا مین پارٹ ہی انار کلی اور شہزادے سلیم کی معصوم سی محبت پر تھا۔لہذا اپنے کردار کے ساتھ مکمل انصاف کرنے کی غرض سے اس دن وہ ندا کے ساتھ جناح لاءبریری تک چلی آئی تھی۔۔۔

تقریباً پورا گھنٹہ ہسٹری کی مختلف کتابیں کھنگالنے کے بعد بل آخر اس نے امتیاز علی تاج کی بک " انار کلی " ایشو کروانے کا ارادہ کر لیا تھا۔لیکن ابھی اس نے بک اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کے کسی اور نے ہاتھ بڑھا کر بک اپنی تحویل میں لے لی۔۔۔۔

سبرینہ چونک کر پیچھے پلٹی تھی۔۔۔۔

تم۔۔۔۔یہاں بھی۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

اپنے پیچھے کھڑے سعد یزدانی کو دیکھ کر اس کا دماغ گھوم گیا تھا جب کے ہلکی سی حیرانگی کا عکس اس کی آنکھوں سے بھی چھلکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

واہ۔۔۔اس کو کہتے ہیں دل کو دل سے راہ ہونا۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔۔۔۔۔۔یہ بک واپس کریں مجھے اس کی ضرورت ہے۔۔۔۔""

تو میں کیا کروں۔۔ میں بھی ہسٹری کا سٹوڈنٹ ہوں مجھے بھی اس کتاب کی ضرورت ہے ۔۔۔بے نیازی سے کندھے اچکا کے وہ اگے بڑھا تو سبرینہ بے ساختہ چلا اٹھی۔۔۔۔

وہاٹ۔۔۔۔۔۔۔تم سٹوڈنٹ ہو مجھے تو تم کسی تھرڈ کلاس کالج کے پرنسپل لگتے ہو۔۔۔

تمہاری قریب کی نظر کافی کمزور ہے میں کیا کہ سکتا ہو۔۔۔۔

اب کے اس نے بھی تکلف کی دیوار گرا دی تھی جب کے سبرینہ کے ساتھ کھڑی ندا خاموشی سے یہ ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

دیکھو پلیز یہ کتاب مجھے دے دو مجھے انار کلی پر پرفارم کرنا ہے۔""""اسے مسلسل بے نیازی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے دیکھ کر منت ساجت پر اتر آئی تھی جبکے وہ ہنوز لاتعلقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا۔۔

سوری۔۔۔۔۔۔۔مجھے بھی اپنی اساءنمنٹ پرسوں جمع کروانی ہے۔۔۔۔

تو میں کل آپ کو واپس کر دوں گئی ناں۔۔۔

نا بھیء۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کا کوئی بھروسہ نہیں، آپ مکر بھی سکتی ہیں۔۔۔۔

اس کی بے نیازی میں قطعی کوئی فرق نہیں آیا تھا لھذا سبرینہ ہیں اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی۔۔۔

او گاڈ۔۔۔۔۔اب میں کیا کروں۔۔؟؟؟

سعد۔۔۔۔۔پلیز یہ کتاب ہمیں دے دیں' پورا دن کھپا دیا ہے ہم نے بھانت بھانت کی کتابیں کھنگالنے میں۔۔ سبرینہ کو واقعی میں کتاب کی ضرورت ہے،،،

معاملہ بگڑتے دیکھ کر ندا نے مداخلت کرنا ضروری سمجھی تھی اور حیرت انگیز طور پر سعد نے اس کی بات مان بھی لی۔۔۔

اوکے۔۔۔۔۔صرف آپ کے کہنے پر میں اس کتاب سے دست بردار ہو رہا ہوں' وگرنہ آپ کی دوست کا دماغ ٹھکانے لگانا میں باخوبی جانتا ہوں۔۔۔۔۔۔""""""

کوئی اور موقع ہوتا تو سبرینہ اسے وہ کھری کھری سناتی کے اس کی سات نسلیں بھی یاد رکھتیں مگر اس وقت کچھ بھی الٹا سیدھا بولنا خود اسی کے حق میں نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا لہذا صبر کے کڑوے گھونٹ پیتے ہوئے خاموش بیٹھی رہی۔۔۔

فن فیئر شو والے دن اس کا دمکتا حسن واقعی ہر دیکھنے والی نگاہ کو خیرہ کر رہا تھا۔ شہر کی معزز شخصیات کی آمد کے ساتھ ساتھ ضلعی ناظم صاحب بطور مہمان خصوصی تشریف لائے تھے اور ان کے ساتھ ایک مرتبہ پھر سعد یزدانی کو دیکھ کر وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی تھی

۔۔۔

یااللہ یہ تیری قدرت کا محض اتفاق ہے یا میں ہی اس اسٹیج پر آگئی ہوں جہاں پہنچ کر شاعر حضرت کہتے ہیں۔۔۔۔

جدھر نگاہ اٹھاؤں اسی کا پرتو ہے

وہ میرے دھیان کے سب راستوں میں رہتا ہے

نہیں نہیں "سعد یزدانی جیسے بندے کے ساتھ محبت کرنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کے میں خودکشی کرلوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہ نہ یہ نہ کہیں، ہم دونوں بندہ بشر ہیں۔۔ زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر ایک دوسرے کی ضرورت پڑھ سکتی ہیں،، ویسے گرمی بہت ہے آپ کے مزاج میں۔۔ کیا بات ہے دن رات مرچیں چباتی ہیں کیا۔۔۔۔۔۔؟

وہ اب بھی اس کے مقابلے کھڑا کرسی کی پشت کو تھامے ہوئے تھا۔۔۔

جب وہ مزید برہم ہوتے ہوئے بولی۔۔جی نہیں خون پیتی ہوں میں دن رات اور وہ بھی آپ جیسے امیر زادوں کا۔۔۔

اوٗ آئی سی۔۔۔ اس کا مطلب آپ حسین چڑیل ہیں۔۔ مقابل کے خوبصورت ہونٹوں میں مسکراہٹ اور آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔۔ جب کے سبرینہ کا چہرہ غصے سے مزید سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔

وہاٹ۔۔۔۔؟ چڑیل ہو گئی آپ کی گھر والی اور ڈریکولا ہوں گے آپ خود سمجھے،،،، اب کے بے ساختہ وہ ہنس پڑا تھا۔۔ دیکھیے بی بی۔۔۔ وہاٹ بی بی؟؟؟؟؟ میں اتنی حسین نوعمر دوشیزہ بی بی دکھائی دیتی ہوں آپ کو۔۔ مارے غصے اور صدمے کے سبرینہ کا حال دیکھنے کے لائک ہو گیا تھا،،،، جب کے وہ اب قدرے بوکھلا کر اسے دیکھنے لگا تھا۔۔۔ دیکھیے محترمہ۔۔۔ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا،،، بامشکل نرم انداز اپناتے ہوئے اس نے وضاحت دینا چاہی تھی۔۔۔ جب کے وہ درشتگی سے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوکتے ہوئے بولی۔۔۔ بس۔۔۔۔۔ آپ کے کہنے کا مطلب جو بھی تھا اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔۔۔۔ لیکن۔۔۔ کبھی وقت ملے تو اپنی شکل آیئنے میں دیکھ لیا کریں۔۔۔ پورے دس بچوں کے باپ لگتے ہیں آپ،، شدید خفگی کے انداز میں کہ کر کرسی کو ایک زور دار ٹھوکر رسید کرتے ہوئے ابھی اگے بھڑنا ہی چاہتی کے کراہ کر رہ گی۔۔۔۔۔۔

ہاے امی جی۔۔۔ پاؤں پکڑ کر چوٹ کا جائزہ لیتے ہوئے وہ وہیں ٹھہر گئی تو سعد بھی ہنستے ہوئے اس کے مقابل آ ٹھہرا،، دیکھا بے جا غصّہ کرنے والوں کو اللہ فورا سزا دے دیتا ہے۔۔ سبرینہ جو پہلے ہی تکلیف سے بے حال ہو رہی تھی اب اس کے تبصرے پر مزید تپ اٹھی،،، تبھی خشمگی نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔ آپ کی بہتری اسی میں ہے کے ابھی

فلحال میرے منہ نہ لگیں۔۔۔ورنہ میں بہت سر پھری لڑکی ہوں،،کچھ بھی کر سکتی ہوں۔۔

مثلا۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف اس کی دھمکی کی پرواہ کیے بغیر خاصے مزے سے بولا تو سبی کا پارہ مزید چڑھ گیا۔۔لہذا اس بار اس نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا تھا۔مثلا میں آپ کا سر بھی پھاڑ سکتی ہوں۔موسٹ ویلکم میم۔۔بندہ حاضر ہے۔ویسے فلحال نہ سہی۔بعد میں تو آپ کے منہ لگ سکتا ہوں نا۔وہ بھی شاید۔اپنے نام کا ایک ہی تھا۔تاہم اس سے پہلے کے سبرینہ مزید تنک کر کچھ کہتی ندا تیز تیز چلتی اس کے قریب اگئی۔۔ارے۔۔۔کیا ہوا سبی یہ پاؤں پر چوٹ کیسے لگ گئی تیرے۔۔۔۔۔۔

اس کی نظر سب سے پھلے سبی کے زخمی پاؤں پر ہی پڑی تھی تبھی فکر مندی سے بولی تو سعد پھر بے ساختہ بول اٹھا۔۔۔

ڈونٹ ووری۔۔۔محترمہ آپ کی دوست درد پروف ہیں کل ایکسیڈنٹ کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوا تو یہ بیچاری معمولی سی چوٹ ان کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔۔۔۔

ارے آپ بھی یہیں ہیں۔۔۔ہاؤ امیزنگ دس۔۔۔۔وہ اسے پھلے ہی دیکھ چکی تھی،،اب تو محض بن رہی تھی لہذا جواب میں سعد نے محض مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا

ندا تو ان کے ساتھ تھوڑی مغزماری کر تب تک میں اپنی انرجی بھال کر کے اتی ہوں کڑی نگاہوں سے گھورتے ہوئے وہ اگے بڑھی تو سعد ایک مرتبہ پھر کھکھلا اٹھا۔ اگلے دس پندرہ منت تک ندا اس کا تفصیلی انٹرویو لیتی رہی تھی۔۔۔۔۔۔ سبرینہ کی نظر۔ جب ہاتھ پر بندھی نفیس سی رست واچ گھڑی پر پڑی تو اس کی آنکھیں گویا ابل آیں۔ اومای گارڈ ساڑھے بارہ کا ٹائم ہو گیا اور میں ڈفر ابھی تک دندناتی ہوئی پھر رہی ہوں۔ یقیناً آج تو اما کے ہاتھوں درگت بنے ہی بنے۔۔۔ دل ہی دل میں خود کو سناتی وہ ماریہ کی ممی کے پاس چلی آی جو کسی اپنے جیسی نفیس سی خاتون کے ساتھ باتوں میں مشغول تھیں۔۔۔۔

انٹی،، ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے امی گھر پر پریشان ہو رہی ہوں گی۔۔ لہذا میں اب اجازت چاہوں گی، لیکن۔۔۔۔۔۔ ابھی تو کھانا لگ رہا ہے بیٹی کھانا کھا کر جانا۔۔۔ نہیں انٹی کھانا کھانے میں دیر ہو جائے گی میں پھر اجاؤں گی۔۔ ابھی پلیز اجازت دیں۔۔ ماریا ناراض ہو گی بیٹے۔۔ اور مجھے بھی اچھا نہیں لگے گا۔ وہ اسے روکنے پر مصر تھیں جب کے اماں کے ڈر سے سبرینہ کا حلق خشک ہو رہا تھا۔۔ سو وہ التجایا لہجے میں بولی سوری انٹی ابھی میرے لیے مزید روکنا ممکن نہیں ہے،، ماریا سے میں خود بات کر لوں گی پلیز۔۔۔۔

اوکے۔۔۔ گھر واپس کیسے جاؤ گی گاڑی ہے تمہارے پاس۔۔۔ بادل نہ خواستہ انہیں سبرینہ کی ضد ماننا ہی پڑی تھی۔۔۔۔ جب وہ نفی میں سر حالاتے ہوئے بولی۔۔ نہیں ندا ہیں میرے

ساتھ ہم ٹیکسی میں چلے جائیں گے۔۔ نہیں بیٹے۔۔۔اتنی رات میں دو جوان بچیون کو میں ٹیکسی میں بھیجنے کا رسک نہیں لے سکتی۔۔ تم رکو میں نومی کو دیکھتی ہوں۔وہ گھر چھوڑ آے گا تمھیں۔۔۔۔۔

کہنے کے ساتھ ہی وہ نگاہ دوڑاتی اگے بڑھ گی۔۔۔ تو مجبوراسبی کو ندا کی طرف آناپڑا۔جو ابھی تک سعد یزدانی سے جڑ کر بیٹھی جانے کن کن مضوعات پر سیر حاصل گفتگو کر رہی تھی۔۔

چلو ندا ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے میرا خیال ہے اب ہمیں گھر چلنا چاہیئے۔۔۔۔۔۔

سعد کو یکسر نظر انداز کر کے اس نے ندا سے کہا تھا جو اس وقت قطعی خوشگوار موڈ میں بیٹھی گزرتے وقت سے یکسر بے خبر تھی۔۔۔۔۔

ابھی کھانا لگ رہا ہے سبی،،کچھ دیر ٹھہر کر چلتے ہیں۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔ میرا سر بہت درد کر رہا ہے میں مزید ایک منت یہاں نہیں رک سکتی۔۔میں نے انٹی سے کہ دیا ہے وہ ہمیں گھر ڈراپ کروا دیں گئ۔۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔۔تو پھر تم جاؤ میں نے پاپا سے بات کر لی ہے،ایک گھنٹے بعد وہ بھائی کو بھج دیں گے۔۔۔۔۔۔۔

میں ابھی تمھارے ساتھ واپس نہیں چل سکتی۔۔۔اس وقت ندا فاروقی کی چپشمی طوطی پر از حد غصہ آیا تھا۔مگر سعد یزدانی کے سامنے وہ مزید کوئی جھگڑا نہیں کرنا چاہتی تھی۔سوخون

کے گھونٹ پیتے ہوے۔۔بے بسی سے واپس پلٹ گئی۔۔۔۔عین اس وقت سعد کا موبائل بج اٹھا تھا تو وہ ندا سے معذرت کرتا۔وہاں سے اٹھ گیا۔۔ابھی وہ اپنے دوست سے بات کر کے واپس پلٹا ہی تھا کے ماریہ کی مما سے ٹکرا گیا سعدی۔۔۔۔۔۔کیا اس وقت آپ فارگ ہو بیٹے ؟جی آنٹی فرمائے کیا کام ہے ؟بیٹے وو ماریہ کی ایک دوست کو گھر ڈراپ کر کے آنا تھا نو مان پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے۔۔جوان بچی ہے۔۔کسی ایرے غیرے پر اعتبار بھی نہیں کر سکتی۔۔۔۔ڈونٹ ووری آنٹی میں ہوں نا...... آپ فکر مت کریں۔باہر میری گاڑی کھڑی ہے۔آپ انہیں باہر بھیج ریجیے۔۔۔کہنے کے ساتھ ہی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔۔تو سمینہ بیگم ماریہ کی مما بھی اطمینان سے واپس پلٹ گئیں۔۔۔۔

اگلے کچھ ہی لمحوں میں سبرینہ۔مرے مرے سے قدم اٹھاتی گیٹ سے باہر آئی تو کچھ ہی فاصلے پر گاڑیوں کی قطار تیز روشنی میں سعد کو گاڑی سے ٹیک لگاے کھڑا دیکھ ٹھٹھک گئی

۔۔۔۔تم؟؟؟؟؟

میں تمھارے ساتھ ہر گز نہیں جاؤں گئی اسے دیکھ کر پھر سے غصہ عود آیا تھا،سو قدرے چلا کر ساری تہذیب اور شائستگی کو پس پشت دھکیلا تو سعد بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے بولا آپ کی مرضی میں تو صرف سمینہ انٹی کے کہنے کا مان رکھنے کے لیے یہاں چلا آیا ہوں

۔۔۔۔۔۔

اب آپ اگر گھر نہیں جانا چاہتی تو ایز یو وش،،،، کوئی زبردستی تھوڑی ہے وہ کہنے کے ساتھ ہی اندر جانے کے لیے بڑھ گیا۔۔ تو مجبوراً سبی کو اسے روکنا پڑا اب وہ سمینہ انٹی سے کیا کہتی کے وہ اس کے ساتھ کیوں نہیں جانا چاہتی ،،،، چلیے اسے رک کر سوالیہ نگاہوں سے اپنی جانب دیکھتے پا کر بادل ناخواستہ وہ دانت پیستے ہوئے بولی تھی جب کے وہ دل کشی سے مسکراتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ آیا تھا۔۔۔

ایک سوال پوچھوں مائنڈ تو نہیں کریں گئی ۔۔؟؟؟؟؟ گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے وہ پھر شرارت سے بولا تھا۔۔ سبی محض خاموشی سے اسے گھور کر رہ گئی سچ سچ بتاییے گا آپ حال ہی میں پگل کھانے سے فرار ہو کے آئی ہیں نہ۔۔۔۔جی ہاں۔۔۔۔۔کیوں کے وہاں آپ نے داخلے کا اعلان ہو گیا تھا اب اگر مزید آپ نے کوئی گل فشانی کی تو میں چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا دوں گئی۔۔۔ چبا چبا کر کہتے ہوئے وہ روہان سی ہو گئی تھی جب وو بے ساختہ ہنستے ہوئے بولا ----

نہ نہ پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے عملی طور پر ثابت کرنے کے لئے نہیں کہا۔ مجھے ویسے ہی یقین آ گیا ہے کے آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس بار اس نے بات ادھوری چھوڑ کر۔ نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا تھا۔ لہزا سبرینہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر رو پڑی۔۔

سوری۔۔۔۔۔۔اسے روتے دیکھ کر وہ فورا سنجیدہ ہو گیا اور پھر باقی کا تمام سفر خاموشی میں ہی کٹا۔گھر سے کچھ فاصلے پر ہی سبرینہ نے گاڑی رکوالی تھی۔بس اب آپ جائیں۔۔۔۔۔۔ لیکن آگے اندھیرا ہے۔اوپر سے رات کا ایک بجنے والا ہے۔میں آپ کو دروازے تک چھوڑ اتا ہوں۔۔وہ بھی فورا گاڑی سے نکل آیا تھا۔نو تھنکس میرے خیال سے آپ نے کافی نیکی کمالی اب آپ جائیں پلیز۔میں اپنے گھر کے راستوں سے نا آشنا نہیں ہوں۔ عجیب بے حس لڑکی تھی جو سعد یزدانی جیسے آئیڈیل بندے کی قربت میں بھی ذرا نہ پگھلی تھی۔لہذا وہ مجبورا گاڑی کے قریب ہی ٹھہر گیا جبکہ سبرینہ اس کا شکریہ ادا کیے بغیر جونہی پلٹ کر اگے بڑھی اچانک پاؤں کے نیچے اجانے والے بڑے سے پتھر کے باعث کافی بری طرح لڑکھڑا کر رہ گئی

۔۔۔۔۔

دیکھا اسی لیے کہ رہا تھا میں، تاریک راہ گزر ہو تو ممکنہ خطرے سے بچنے کے لیے ایک عدد ہم سفر کا ہونا نہایت ضروری ہے"""

لپک کر فورا اس نے نے سبی کو اپنے مظبوط ہاتھوں کا سہارا فراہم کیا تھا لیکن وہ سمبھل کر کھڑے ہوتے ہوئے اسے پرے دھکیل گئی۔۔۔۔

ڈونٹ ٹچ می۔۔۔۔ سبرینہ ازہان کو کسی بھی راہ گزر پر چلنے کے لیے کبھی کھوکھلے سہاروں کی ضرورت پیش نہیں اتی"اب جائیے پلیز آپ یہاں سے میں گھر چلی جاؤں گئی۔۔۔۔۔

پہلی بار سعد کو اس کے روڈ سے لہجے سے سبکی کا احساس ہوا تھا۔لہذا پھر اس کے بعد وہ اس پر ایک نگاہ ڈالے بغیر سرعت سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور اگلے ہی لمحے گاڑی ریورس کرتے ہوئے زن سے آگے بڑھ گیا۔۔۔جب کے سبرینہ نے اس رات بہت دیر تلک اس کے تصور سے باتیں کی تھیں۔۔۔۔

''

کالج میں منعقد فن فیئر شو میں اسے انار کلی کا کردار ملا تھا،،ڈرامے کا مین پارٹ ہی انار کلی اور شہزادے سلیم کی معصوم سی محبت پر تھا۔لہذا اپنے کردار کے ساتھ مکمل انصاف کرنے کی غرض سے اس دن وہ ندا کے ساتھ جناح لاءبریری تک چلی آئی تھی۔۔۔

تقریباً پورا گھنٹہ ہسٹری کی مختلف کتابیں کھنگالنے کے بعد بل آخر اس نے امتیاز علی تاج کی بک " انار کلی " ایشو کروانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن ابھی اس نے بک اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کے کسی اور نے ہاتھ بڑھا کر بک اپنی تحویل میں لے لی۔۔۔۔

سبرینہ چونک کر پیچھے پلٹی تھی۔۔۔۔

تم۔۔۔یہاں بھی۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

اپنے پیچھے کھڑے سعد یزدانی کو دیکھ کر اس کا دماغ گھوم گیا تھا جب کے ہلکی سی حیرانگی کا عکس اس کی آنکھوں سے بھی چھلکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

واہ۔۔۔اس کو کہتے ہیں دل کو دل سے راہ ہونا۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔۔۔۔۔۔یہ بک واپس کریں مجھے اس کی ضرورت ہے۔۔۔۔"""

تو میں کیا کروں۔۔ میں بھی ہسٹری کا سٹوڈنٹ ہوں مجھے بھی اس کتاب کی ضرورت ہے

۔۔۔بے نیازی سے کندھے اچکا کے وہ اگے بڑھا تو سبرینہ بے ساختہ چلا اٹھی۔۔۔۔

وہاٹ۔۔۔۔۔۔۔تم سٹوڈنٹ ہو مجھے تو تم کسی تھرڈ کلاس کالج کے پرنسپل لگتے ہو۔۔۔

تمہاری قریب کی نظر کافی کمزور ہے میں کیا کہہ سکتا ہو۔۔۔۔

اب کے اس نے بھی تکلف کی دیوار گرا دی تھی جب کے سبرینہ کے ساتھ کھڑی ندا

خاموشی سے یہ ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

دیکھو پلیز یہ کتاب مجھے دے دو مجھے انار کلی پر پرفارم کرنا ہے۔""""اسے مسلسل بے نیازی

سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے دیکھ کر منت ساجت پر اتر آئی تھی جبکے وہ ہنوز لاتعلقی کا مظاہرہ

کرتے ہوئے بولا۔۔

سوری۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے بھی اپنی اساءنمنٹ پرسوں جمع کروانی ہے۔۔۔۔

تو میں کل آپ کو واپس کر دوں گئی ناں۔۔۔

نا بھیء۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کا کوئی بھروسہ نہیں، آپ مکر بھی سکتی ہیں۔۔۔۔

اس کی بے نیازی میں قطعی کوئی فرق نہیں آیا تھالہذا سبرینہ ہیں اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی۔۔۔

او گاڈ۔۔۔۔۔۔اب میں کیا کروں۔۔؟؟؟

سعد۔۔۔۔۔۔پلیز یہ کتاب ہمیں دے دیں' پورا دن کھپا دیا ہے ہم نے بھانت بھانت کی کتابیں کھنگالنے میں۔۔ سبرینہ کو واقعی میں کتاب کی ضرورت ہے،،،

معاملہ بگڑتے دیکھ کر ندا نے مداخلت کرنا ضروری سمجھی تھی اور حیرت انگیز طور پر سعد نے اس کی بات مان بھی لی۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔۔۔صرف آپ کے کہنے پر میں اس کتاب سے دست بردار ہو رہا ہوں' وگرنہ آپ کی دوست کا دماغ ٹھکانے لگانا میں باخوبی جانتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔""""""

کوئی اور موقع ہوتا تو سبرینہ اسے وہ کھری کھری سناتی کے اس کی سات نسلیں بھی یاد رکھتیں مگر اس وقت کچھ بھی الٹا سیدھا بولنا خود اسی کے حق میں نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا لہذا صبر کے کڑوے گھونٹ پیتے ہوئے خاموش بیٹھی رہی۔۔۔۔

فن فیئر شو والے دن اس کا دمکتا حسن واقعی ہر دیکھنے والی نگاہ کو خیرہ کر رہا تھا۔شہر کی معزز شخصیات کی آمد کے ساتھ ساتھ ضلعی ناظم صاحب بطور مہمان خصوصی تشریف لائے تھے اور ان کے ساتھ ایک مرتبہ پھر سعد یزدانی کو دیکھ کر وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی تھی

۔۔۔

یااللہ یہ تیری قدرت کا محض اتفاق ہے یامیں ہی اس اسٹیج پر آ گئی ہوں جہاں پہنچ کر شاعر حضرت کہتے ہیں۔۔۔۔

جدھر نگاہ اٹھاؤں اسی کا پرتو ہے

وہ میرے دھیان کے سب راستوں میں رہتا ہے

نہیں نہیں "سعد یزدانی جیسے بندے کے ساتھ محبت کرنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کے میں خود کشی کرلوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھومتے سر کو دونوں ہاتھوں میں

تھام کر اس نے سوچا تھا اور پھر سر جھٹک کر توجہ اپنی تیاری کی جانب مبزول کر دی تھی ۔انار کلی۔۔۔۔ڈرامے کا آگاز ہوا تو سعد اسٹیج پر سبرینہ ازہان کو انار کلی کے گیٹ اپ میں دیکھ کر مبھوت رہ گیا بیشک وہ حسین لڑکی تھی۔بڑے سے بڑے دل کو قابو میں کرنے کا فن بخوبی آتا تھا اسے۔۔ مگر آج انار کلی کے گیٹاپ میں وہ اتنی معصوم اور خوبصورت لگ رہی تھی کہ سعد چاہنے کے باوجود بھی اس کے سراپے سے نگاہ نہیں ہٹا پایا تھا۔۔۔اب تک اس سے جتنی بار بھی ٹکراؤ ہوا تھا وہ محض اتفاقیہ تھا لہذا اس سے پہلے وہ اس کے متعلق زیادہ سوچ بھی نہیں پایا تھا، مگر آج۔۔۔۔۔وہ دانستہ یہاں آیا تھا۔۔ سبرینہ ازہان کے بارے میں تمام تر معلومات اسے ماریہ کی زبانی حاصل ہو چکی تھیں آج بھی یہاں وہ اسے سرپرائز دینے

آیا تھا۔۔کتنے عجیب سی بات ہے۔کہ صنف نازک کے تصور سے بھی دور بھاگنے والا وہ امیر زادا، جسے ضلعی ناظم کا چہیتا بیٹا ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔وہ اس قدر معصوم لڑکی کے سحر میں کھو کر خود سے بے نیاز ہو بیٹھا تھا۔۔۔

پورے ہال میں اس وقت عجیب سی خاموشی پھیلی ہوئی تھی ہال میں بیٹھا ھر فرد سبرینہ ازہان کی متاثرکن اداکاری میں کھو کر رہ گیا تھا،،پورے ہال کی تیز لائٹس اوف کر کے مدہم دودھیا روشنی کو اون کر دیا گیا تھا جس سے سارا ماحول خوابناک سا لگ رہا تھا۔۔۔

اسٹیج پر اب صرف سبرینہ ازہان کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔۔اس کی موٹی موٹی آنکھیں آنسووں سے لبریز تھیں۔۔اسی لمحے سعدیزدانی کو اپنا دل اسکی آنکھوں میں ڈولتا محسوس ہوا تھا۔۔

رحم عالم پناہ۔۔۔۔۔رحم

میں جانتی ہوں میں نے شہزادے سے محبت کر کے بہت بڑی گستاخی کی ہے لیکن محبت پر کب کسی کا اختیار ہوا ہے،،اپ وقت کے سلطان ہیں۔خدارا میری اس غلطی کو معاف کر دیجیۓ میں ساری زندگی شہزادے کے قدموں کی دھول بن کر گزار دوں گئ"""""

اپنے کردار میں ڈوب کر وہ یوں جذب کے عالم میں کہ رہی تھی کے ایک دم پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔۔۔۔

انار کلی تمہاری گستاخی نا قابل معافی نہیں ہے تم نے ایک معمولی سی کنیز ہوتے ہوئے شہزادے سے محبت کرنے کا خیال بھی کیسے انے دیا۔۔اپنے دل میں۔۔۔؟؟؟؟؟ ہم تمہاری یہ جسارت ھر گز معاف نہیں کر سکتے۔۔سپاہیو!!!!ڈال دو اس گستاخ کو زندان میں۔زندہ دیوار میں چن دو اسے،،،،

اکبر بادشاہ کا کردار ادا کرتی لڑکی نے پر جلال الفاظ میں کہا تو اسٹیج پر چند اور لڑکیاں شاہی سپاہیوں کے لباس میں چلی آئیں۔۔ اسی لمحے ہلکا سا میوزک ان ہو گیا تو سپاہی لڑکیوں نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا___

سبز چوڑی دار پاجامے اور بادامی پٹی والی سلک کی فراک میں وہ سچ مچ ایک زندہ انار کلی ہی دکھائی دے رہی تھی۔۔

شہنشاہ من، معراج من، نہ ہی تخت نہ ہی تاج نہ ہیرے موتی نہ دھن

بس عشق محبت اپناپن

بس عشق محبت اپناپن۔۔۔

دھیمے دھیمے کلاسیکل ڈانس میں اپنے کردار کے ساتھ مکمل انصاف کرتی وہ سعدیز دانی کے دل میں اتر رہی تھی کوئی اتنا رئیل کردار بھی پلے کر سکتا ہے،سعدیز دانی نے آج پہلے نا کبھی دیکھا تھا اور نہ سوچا تھا۔۔۔

اس کا دل یکدم ہی عجیب کیفیت کا شکار ہو گیا تھا۔ آج سے پہلے یہ عشق محبت پیار وفا سب بے کار کی باتیں لگتی تھیں اسے مگر آج اپنا ہی دل اسی درد کے پاتال میں ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

پاپا۔۔۔۔ میں گھر جا رہا ہوں میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔۔

ڈوبتے ابھرتے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کے بالآخر وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا جب فرہاد صاحب نے تشویش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

آر یو او کے بیٹا۔۔۔۔۔؟؟؟؟

یس پاپا۔۔۔ یونہی سر میں معمولی سا درد ہے گھر جا کر آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

اس لمحے ایک ایک سانس اسے اپنے دل میں اٹکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی سو انہیں مطمن کر کے فوراً وہاں سے گھر چلا آیا۔ زندگی کے اس موڑ پر دل کی بے وفائی نے اسے تھکا ڈالا تھا۔ وہ اب بھی با ضد تھا کے کسی لڑکی سے محبت نہیں کرے گا مگر اس کا دل چلا چلا کر کہہ رہا تھا ۔۔۔۔

مجھے وہ لڑکی چاہیے۔۔۔ مجھے سبرینہ ازہان ہی چاہیے۔۔۔۔

او مائی گاڈ.... کیا کروں میں ۔۔۔۔۔ اور کچھ سمجھ میں نا آیا تو اپنے بال مٹھی میں پکڑ لیے ۔۔۔۔۔۔

محبت یہ نہیں تو اور کیا ہے
بہاروں کی سمے سے گفتگو سے
تیری باتوں کے نیلے پھول چن کر
خرابہ رات کا آباد کرنا
محبت یہ نہیں تو اور کیا ہے
یوں اپنی مخملیں بانہوں میں لے کر جنون کو زنجیر کرنا
زماں کی فکر سے آزاد کرنا محبت یہ نہیں تو اور کیا ہے
مکمل خود فراموشی کا عالم اور خود سے روٹھ جانے کی گھڑی میں
میرا بے طرح تجھ کو یاد کرنا محبت یہ نہیں تو اور کیا ہے

کئی دنوں کی ذہنی کشمکش کے بعد اس نے یہ تسلیم کر لیا تھا کے ضلعی ناظم کا بیٹا اور کروڑوں کی جائیداد کا وارث ایک عام سی غریب لڑکی سے محبت کا جرم کر بیٹھا ہے.....

فرہاد صاحب ضلعی ناظم ہونے کے ساتھ ساتھ کئی فیکٹریوں کے مالک بھی تھے ایک رفاہی ادارہ بھی ان کی ذرے نگرانی چل رہا تھا. امپورٹ ایکسپورٹ کا وسیع بزنس بھی تھا۔ جسے ان کے دو بڑے بیٹے عماد یزدانی اور حماد یزدانی سمبھال رہے تھے. سعد نمبر تھری پر تھا اور پنجاب یونیورسٹی میں ہسٹری کا فائنل یار مکمل کر رہا تھا۔۔ ایم اے کے بعد اس کا ارادہ ملک

سے باہر جانے کا تھا گھر میں وہ سب سے چھوٹا تھا لہذا بچپن سے ہی فرہاد صاحب اور ان کی بیگم تسمیہ نے اس کے بے حد لاڈ اٹھائے تھے. بے جا لاڈ پیار نے اسے بے حد ضدی۔ خود سر اور نخریلا بنا دیا تھا لیکن نفاست اس کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کے بھری تھی۔۔ دونو بھائیوں کی شادیاں خاندان میں ہوئی تھیں۔۔ لہذا بھابیوں کے ساتھ اس کا بہت پیار تھا اور زیادہ تر فری وقت گھر بھابی کے بچوں کے ساتھ گزرتا تھا۔۔۔

مگر اب پچھلے کچھ دنوں سے اس کی سرگرمیاں خاصی مشکوک تھیں زیادہ تر گھر سے باہر رہتا لر گھر اتے ہی خود کو کمرے میں بند کر لینا اس نے اپنا معمول بنا لیا تھا...

گھر میں سب نے ہی اس کی اس تبدیلی کو اسپیشلی نوٹ کرتے ہوئے وجہ جاننے کی کوشش کی تھی مگر وہ سعد یزدانی تھا اتنی آسانی سے کسی پر کیسے کھل جاتا سو ھر بار ہنس کر ٹال جاتا تھا ---

گھر میں نادیہ بھابی کی سالگرہ تھی وہ گفٹ لینے کے آرادے سے مارکیٹ آیا تھا۔۔ چیزوں کے معملے میں وہ شروع ہی سے نفاست پسند تھا نادیہ بھابی کے لیے جو سوٹ اسنے پسند کیا،، بے شک اپنی مثال اپ تھا۔ تاہم اس سے پہلے کے وہ سوٹ کو اٹھا کر پیک کرنے کا آرڈر دیتا، کسی اور نے عقب سے اکر وہ سوٹ اپنی تحویل میں لے لیا۔۔۔

بھی صاحب اس سوٹ کی پرائس کیا ہے۔۔۔

مانوس آواز پر فورا پلٹ کر دیکھا تھا جہاں اس کے بلکل قریب سبرینہ کھری سیلز مین سے پوچھ رہی تھی۔تب ایک دم اس کے وجود میں توانائی دوڑ گئی تھی، لمحے میں بے کلی کا خاتمہ ہوا تو پھر سے اپنی جون میں لوٹ آیا۔۔۔

محترمہ یہ سوٹ اپ سے پہلے ہی میں پسند کر چکا ہوں واپس کریں۔۔۔

سبی اسے اپنے سامنے دیکھ کے حیران ضرور ہوئی تھی پر اپنے لہجے کو کمزور پڑنے نہیں دیا تھا ۔۔۔۔

سو وہاٹ۔۔۔پسند ہی کیا ہے ناخریدا تو نہیں نا۔کوئی اور پسند کرلیں۔۔۔

نہیں۔۔۔۔مجھے یہ ہی چاہیے تم کوئی اور پسند کرلو۔۔۔

کیوں کر لوں۔۔۔۔جو چیز اپنی نظر میں ایک بار جچ جاتی ہے کوئی دوسری چیز اس کی جگہ نہیں لے سکتی خواہ کتنی ہی قیمتی کو نا ہو۔۔۔

آج وہ مکمل بلیک سوٹ میں تھی اور پہلے سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔

دیٹس گریٹ۔۔۔ادر بھی یہ ہی معاملہ ہے اپ تو خاتون ہیں مزید چھان بین کر سکتی ہیں میں بے چارہ تو آل ریڈی تھک چکا ہوں۔پھر یہ ایک اسپیشل ہستی کے لیے ہے۔۔۔

نو۔۔۔اول تو خاتون کہ کے اپ میری توہین کر رہے ہیں اور دوسرا مجھ سے اسپیشل ہستی کون ہو سکتی ہے۔۔۔

اس لمحے اس کا بے نیاز انداز دیکھنے کے لائک تھا۔۔۔

اوکے۔۔۔ کہ تو اپ ٹھیک رہی ہیں چلیں یہ سوٹ میں اپ کو گفٹ کرتا ہوں۔ کہنے کے ساتھ ہی وہ بل پے کرنے چل پڑا تو سبی ہکا بکا سی اس کے پیچھے لپک آئی۔۔۔

او مسٹر۔۔۔ اپ سمجھتے کیا ہیں خود کو میں بھکارن ہوں۔ جس کو سوٹ پکڑا کر چلتے بن رہے ہیں اپ۔۔

ارے میں چاہوں تو اپ کھڑے کھڑے اپ جیسے دس خرید لوں۔۔۔

دس کو چھوڑیں اپ مجھے ہی خرید لیں بس پلیز۔۔۔

شٹ اپ۔۔ کہ کر اس نے واپسی کی راہ لی تھی سعد جو اس سے بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا اس سے پھلے کے اسے روکتا فرہاد صاحب کی کال نے اس کے قدم روک دیئے تھے۔۔۔

اس روز موسم بے حد حسین تھا

ندا اور سبی کالج سے فارغ ہو چکی تھیں۔۔

لہذا سبی کے والدین نے معمولی سی چھان بین کے بعد رشتہ کروانے والی بوا کے بھروسے پر ایک قدرے خوشحال گھرانے میں سبی کی بت طے کر دی اور دو ماہ بعد رخصتی کی ڈیٹ بھی فائنل کر دی تھی۔۔

سبی نے لڑکے کو دیکھا تھا انچا لمبا قد اور کسرتی بدن کا مالک عام سے نقوش والا شخص اسے خاصا معقول لگا تھا لہذا اس نے چپ چاپ والدین کی پسند پر سر جھکا دیا تھا۔۔۔ لیکن منگنی کے بعد ملنے کے اور بات کرنے کے تقاضے شروع ہو گئے۔۔۔

سبی کو یہ سب پسند نا تھا سو اس نے اماں سے بات کی اماں نے بوا کو بلوا کے کہا تو اوٹ پٹانگ تقاضے بند ہو گئے تو سبی نے سکوں کا سانس لیا۔۔۔

اس روز وہ ندا کے ساتھ ریس کورس تک آئی تھی کے ندا کو وہاں اس کا بوائے فرینڈ مل گیا تو وہ سبی کو اکیلے گھر جانے کا کہ کر اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ چلی گئی۔۔۔

ریس کورس سے ان کا گھر زیادہ دور نہیں تھا سو وہ بے فکری سے چلی ا رہی تھی کے اچانک ایک گاڑی اس کے پس رکی اور ایک شخص نے اسے گاڑی میں گھسیٹ لیا تھا۔۔

اس اچانک افتاد پر وہ اتنا بوکھلا کے اپنے بچاؤ کے لیے چلا بھی نہ سکی۔۔۔

تم ؟؟۔ تمہاری جرات کیسے ہوئی ایسے گھٹیا حرکت کرنے کی۔۔۔۔

گاڑی کی پچھلی سیٹ پر اپنے منگیتر کو بیٹھے دیکھ کر اس کا غصّہ حد سے بڑھا تھا۔۔۔۔

اگے سے وہ خباثت سے مسکراتے ہوئے بولا کے عامر حسسیں کی جرات کا اندازہ نہیں ہے ابھی تمھیں۔۔ ابھی میں نے کوئی جرات کی کہاں ہے میں تو تم سے شرافت سے ملنا چاہتا تھا تم نے ہی مجبور کیا غلط قدم اٹھانے پر۔۔۔

شٹ اپ جب میں تم سے ملنا ہی نہیں چاہتی تو یہ گھٹیا حرکت کیوں؟؟؟؟

وہ ہلک کے بل چلائی تھی جب وہ شرارت سے اس کے رخسار پر انگلی پھرتے ہوئے بولا یہ ہی تو جاننا چاہتا ہوں۔

کے کیوں نہیں ملنا چاہتی عامر حسین کی آنکھوں سے ٹپکتی شیطانیت نے سبی کا خون منجمد کر دیا تھا۔

چھوڑو مجھے میں تم جیسے گھٹیا شخص کے منہ لگنا پسند نہیں کرتی۔۔۔

تو نا لگو۔۔ تم سے اجازت کون مانگ رہا ہے۔۔

اس بار اس کی مکروہ ہنسی میں گاڑی ڈرائیو کرتے اس کے دوست نے بھرپور ساتھ دیا تھا۔۔

میں گھر جا کر سب بتادوں گئی۔ نہیں کرنی مجھے تم سے شادی۔۔۔

اٹس اوکے یار۔۔۔ یہاں تم سے شادی کے لیے کون مرا جا رہا ہے آج کی رات اور سب ختم۔۔۔۔

ایک مرتبہ پھر وہ ہنسا تھا مگر اس بار سبی کے حواس مطل ہو کر رہ گے تھے خوف کی ایک شدید لہر اس کی ہدیوں میں سرایت کر گئی تھی۔۔۔۔

اس وقت اس نے بہت شدت دے اپنے خدا کو پکارا تھا کر اپنی عزت کی حفاظت کے لیے دعا گو تھی۔۔۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تب ہی اس کا سیل بج اٹھا تھا کال اٹھانے کے بعد وہ فون پر لگ گیا

ہان بول یار کہاں آوارہ گردی کر رہا ہیں تو

کافی فرانیک لہجہ تھا اس کا جس سے پتا چل رہا تھا کے دوسری طرف کوئی خاص ہستی ہے۔۔۔

اٹس اوکے یار اس ٹائم تو میں ایک کام میں بیزی ہوں شام کو ملتے ہیں مگر۔۔۔۔۔۔

دوسری طرف نے نا جانے کیا کہا گیا کے وہ کھکھلا کے ہنس پڑا تھا۔۔۔

یار تو بھی نہ بڑا ضدی ہے اچھا ایسا کر ہائی وے پر آ جا وہاں بیٹھ کے مسلے پر بات کر لیتے ہیں

۔۔۔

کال بند کرنے کے بعد وہ دوست سے جو گاڑی چلا رہا تھا مخاطب ہو کر بولا سعد آ رہا ہے گاڑی کی سپیڈ سلوو رکھو اور پھر سبی کی طرف گھوم کر اسے کہنے لگا۔۔۔۔

اگر اس دوران کوئی ہوشیاری کی تو اسے فری کرنے کے بعد ایسا حشر کروں گا کے اکیلے میں بھی سوچو گئی تو کانپ اٹھو گئی۔۔۔۔

کچھ ہی منت گزرے ہوں گے کے گاڑی کے ٹائر چرچرائے تھے اور عامر حسین گاڑی سے نکل کر بھر چلا گیا۔۔۔

صرف ایک لمحے کی بات تھی اس ایک لمحے کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے سبی اپنی سائیڈ کا گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔۔۔

لیکن عامر حسین کے دوست نے اس کو پیچھے سے آکر قابو میں کیا تھا تب اچانک اس کی نظر کچھ فاصلے پر کھڑے سعد یزدانی پر پڑی اور وہ پوری قوت سے چلا اٹھی۔

سعد۔۔۔۔۔پلیز ہیلپ می۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جو اس سے رخ موڑے کھڑا موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا اس پکار پر چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا اور پھر اسے عامر حسین کے دوست کی حراست میں دیکھ کر غصے سے بلبلا اٹھا۔۔

چھوڑو اسے۔۔۔۔۔۔۔

اپنی طرف بڑھتے عامر حسین کو یکسر نظر انداز کر کے وہ اس کی طرف لپکا تھا۔۔۔

یہ تمہارا معاملہ نہیں ہے سعد تم اس سے دور رہو۔۔۔۔۔

عامر حسین جو سبی کی حرکت پر غصے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا فوراً درمیان میں آ گیا۔۔۔

شٹ اپ عمی۔۔۔۔ یہ لڑکی میرے لیے کیا اہمیت رکھتی ہے تم نہیں جانتے، محبت کرتا ہوں میں اس لڑکی سے اور تم اسے پامال کرنے جا رہے ہو۔۔۔

اس لمحے اس کی آنکھوں میں اترتا خون وہ واضح دیکھ چکی تھی۔ تاہم جو ناقابل یقین انکشاف اس نے کیا تھا وہ اس پر یک دم فریز ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

یہ لڑکی میری منگیتر ہے سعد لہذا تم میری راہ کی دیوار مت بنو گرنہ میں بھول جاؤں گا کے تم میرے نہایت عزیز دوست ہو۔۔۔

عورت کا معاملہ مرد کو کیسے اندھا کر دیتا ہے، سبی پہلی بار دیکھ رہی تھی۔اس ایک لمحے میں جو دھند سعد یزدانی کی خوبصورت آنکھوں میں اتری تھی وہ اس کا نظارہ باخوبی کر سکتی تھی تبھی شرمندہ ہو کر بے ساختہ اس نے نظریں جھکالی تھیں۔۔۔۔۔

آئی ڈونٹ کیئر اٹ 'میرے غصے سے تم بھی باخوبی واقف ہو لہذا تمہاری بھلائی اسی میں ہے کے چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ گرنہ میں اپنی محبت کی حفاظت کے لیے اپنی جان دے بھی سکتا ہوں اور کسی کی جان لے بھی سکتا ہوں۔۔۔۔۔

زندگی میں پہلی بار سبی نے اسے اتنے غصے میں دیکھا تھا۔۔۔۔

اور اس کے بعد اس سنسان ویران راہ گزر پر جو جنگ چھڑی اس نے سبی کے رہے سہے حواس بھی معطل کر دیے۔وہ ایک تھا جب کے مقابل دو تھے۔پر وہ ایک بھی ان دونوں پر بھاری پڑ رہا تھا۔غضب کی اس جنگ میں اس کی شرط پھٹ چکی تھی اور جگا جگا زخم لگنے سے سارا جسم خون سے تر تھا۔مگر وہ اپنی تکلیف سے بے نیاز ان کو پیٹ رہا تھا۔یہ جنگ جانے کیا نویت اختیار کرتی کے اچانک ایک وائٹ کرولا ان کے قریب رکی تھی عامر حسین سعد کا گریبان چھوڑ کر وہاں سے فرار ہو گیا اور اب سبی سسک سسک کر رو پڑی تھی۔۔۔

آج اس لمحے اسے سمجھ آیا تھا کے وہ عامر حسین سے ہونے والے رشتے پڑ خوش کیوں نہیں تھی کیوں اس سے ملنے اور بات کرنے کا جی نہیں چاہتا تھا اس کا۔ کیوں اس کے اندر عجیب سی بے کلی دھرنا دیے بیٹھ گئ تھی۔ کیوں اس لمحے سعد کے بدن پر لگنے والے زخموں کا درد اسے اپنے وجود پڑ ہوتا محسوس ہوا تھا سب سمجھ میں آیا تھا اسے۔۔۔

وائٹ کروالا سے جو شخص باہر نکلا تھا وہ شاید نہیں یقیناً سعد کا گہرا دوست تھا۔ جس وقت سعد عامر حسین سے لڑ رہا تھا اسی وقت اس کے سیل پڑ کسی کی کال ارہی تھی جسے لپک کر پک کرتے ہوے سبی نے دوسری طرف مجود شخص کو تمام صورت حال سے باخبر کیا تھا یوں اگلے کچھ ہی لمحوں میں اس کا دوست وہاں پہنچ گیا۔ مگر وہ اب بھی سعد کے پس بیٹھی رو رو کر بے حال ہو رہی تھی۔۔

پلیز یار۔۔۔۔۔ یہ رونا دھونا تو بند کرو مجھے ان زخموں سے زیادہ تمھارے آنسوؤں سے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔

اپنے دوست سے کچھ دیر بات کرنے کے بعد وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تو سبی نے فوراً اپنے آنسو رگڑ ڈالی جس پڑ وہ بس دھیمے سے مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

کتنی عجیب بات تھی کے اس وقت اسے گھر کی کوئی فکر نہیں رہی تھی اماں ابا سے یکسر بے نیاز وہ صرف سعد یزدانی کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔۔۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اگلے ادھے گھنٹے کے دوران سعد کی مرہم پٹی ہو گئی تو اس کے تسلسل سے بہتے آنسوؤں میں قدرے کمی آئی۔ سعد کی پیشانی پر کچھ ٹانکے بھی لگے تھے جس کی وجہ سے اس کو ایک گھنٹے کے لیے بے ہوش کیا گیا تھا اس کی بے ہوشی کے دوران بھی سبی رو رو کر اس کی صحت اور سلامتی کے لیے دعا مانگتی رہی تھی۔۔۔۔۔

سعد پورے ایک گھنٹے بعد ہوش میں آیا تو اسے اپنے پس متفکر بیٹھے دیکھ کر حیران رہ گیا ۔۔۔۔

ارے۔۔۔ تم ابھی تک یہاں ہی بیٹھی ہو گھر نہیں جانا کیا۔۔۔۔۔؟؟؟

نہیں۔۔۔ میں تمھیں بے ہوشی کی حالت میں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔۔

نم نم چہرے کے ساتھ، رندھی ہوئی آواز میں بولتی وہ اسے مزید بے کل کر گئی۔۔۔

کیوں۔۔۔۔؟؟؟ اب کے وہ شرارت پر اتر آیا۔ تبھی وہ ایک دم نگاہیں جھکاتے ہوئے بولی ۔۔۔

آئی ڈونٹ نو۔۔۔۔۔۔

یہ فاول ہے یار۔۔۔۔۔ احتجاجا اچھلتے ہوئے وہ چلایا تھا جب سبی دھل کر اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

آرام سے پاگل ہو گئے ہو کیا؟؟؟؟؟

ہاں ہو گیا ہوں پاگل۔۔۔پھر۔۔۔۔۔

پھر۔۔۔تمہارا سر۔۔۔۔۔۔اب کے وہ جھینپتے ہوئے دھیمے سے مسکرا دی تھی۔۔۔

چلو بتاؤ اب یہ منگنی کا کیا چکر تھا۔۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔بکواس کر رہا تھا وہ اتنے دنوں سے میرے پیچھے پڑا تھا کے باہر ملو میں نے انکار کیا تو خامخواہ ضد پڑا اتر آیا۔۔۔

اوہ۔۔۔اسکا مطلب اپ کے حسن اور امارت نے اس ناچیز کے ساتھ ساتھ اور بھی دلوں کو گمراہ کرر کھا ہے۔۔۔۔

سبی اس بار چونکی تھی وہ سعد کو سب کچھ صاف صاف بتانا چاہتی تھی اس پڑ یہ بھید کھولنا چاہتی تھی کے وہ امیر نہیں ہے۔مگر۔۔۔۔جانے کس جذبے کے تحت وہ اپنے لبوں کو جنبش نہ دے سکی۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔میری بات بری لگ گئی کیا۔۔۔؟

اسے خاموش بیٹھے دیکھ کر اس نے پوچھا تھا۔۔۔جب وہ نفی میں سر حالاتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں تو۔۔۔ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔

اوکے اب میں ٹھیک ہوں چاہو تو تم گھر جا سکتی ہو۔۔۔

سبی خود بھی اس وقت اسے فرار چاہ رہی تھی لہذا فوراوہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تو سعد نے آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنچل کا کونہ تھام لیاتو وہ چونک کر پیچھے پلٹی تھی۔۔۔۔

اپنا خیال رکھنا اور میں کل تمھارے فون کا ویٹ کروں گا۔ میری خیریت تو پوچھو گئی نا تم ۔۔۔۔؟

اس لمحے اس کی آنکھوں میں ہزروں پر شوق جذبے یوں مچل رہے تھے کے سبی سے نگاہ اٹھا کر دیکھنا دشوار ہو رہا تھا۔۔۔۔

دھیرے سے اس اثبات میں سر ہلا کر وہ بڑھ گئی۔ پھر جانے کیا سوچ کر پلٹی اور اس کے قریب پہنچ کر سوالیہ انداز میں اپنی طرف دیکھتا پا کر شرارت سے جھکی پھر اپنا چہرہ اس کے کن کے قریب لا کر بولی۔۔۔

تھنکس۔۔۔۔تمہارااس بار ٹکرانا

مجھے قطعی برا نہیں لگا۔۔۔۔۔۔

کہنے کے ساتھ ہی وہ بھاگ کر کمرے سے باہر نکل گئی جب کے سعد کتنی دیر تک اس کی خوشبو کو اپنے آس پاس محسوس کرتا رہا تھا۔۔۔۔۔

سبی نے گھر آنے کے بعد اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ اپنی ماں کے گوش گزار دیا تھا۔ جس کے بعد انہوں نے رشتے کروانے والی بوا کے وہ لتے لیے کہ اسے اپنی جان بچا کر فرار ہونا مشکل ہو گیا۔۔۔۔

اگلے روز رات گئے گھر والوں کے سونے کے بعد وہ ٹیلی فون سیٹ اٹھا کر باہر برآمدے میں لے آئی اور کمرے کا دروازہ آہستہ سے بھیڑ کر سعد کا کنٹیکٹ نمبر پریس کرنے لگی، دوسری طرف شاید اسے بھی نیند نہیں آ رہی تھی۔ لہذا دوسری بیل پڑ ہی سبی کی کال پک کر لی گئی

۔۔۔۔

ہیلو سعد۔۔۔۔میں سبرینہ۔۔۔۔۔۔

ہاں کہو کیسے یاد کیا دوسری طرف وہ یقیناً خوش ہوا تھا۔۔۔۔

بس یونہی۔۔۔۔سوچا تمہاری خیریت دریافت کر لی جائے۔۔۔۔

تھنکس جناب۔۔۔۔اپ کو ہماری خیریت دریافت کرنے کا خیال تو آیا۔۔اچھا تم فون رکھو میں تمھیں کال بیک کرتا ہوں۔۔۔بولتے بولتے اچانک اس نے کہا تو وہ چونک گئی۔۔۔

کیوں؟؟؟؟؟

تم رکھو یار میں بتاتا ہوں ابھی۔۔۔۔

دوسری طرف کال کٹ کرتے ہوئے سعد نے کہا تو مجبوراً سبرینہ کو بھی ریسیور کریڈل پر ڈالنا پڑا۔۔۔۔۔۔

پھر اگلے ہی پل گھنٹی بجی تو اس نے گھر والوں کے بے دار ہونے کے ڈر سے فوراً کال اٹھالی۔۔۔۔۔

ہاں بولو میری کال کیوں کاٹ دی تھی تم نے؟؟؟؟

کال اٹھاتے ہی پہلا سوال اس نے یہ کیا تو وہ دھیمے سے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔

سمجھا کرو نا یار تم لینڈلائن نمبر سے بات کر رہی تھیں۔میرا ارادہ تم سے رات بھر بات کرنے کا ہے۔یقیناً تم اپنی فرینڈز کو اتنی لمبی کال کرنے کی عادی نہیں ہو گی۔۔لہذا ہو سکتا تھا بل دیکھ کر تم سے پوچھ گچھ کی جاتی اسی لیے میں نے کال بیک کر لی۔۔۔

چلو اچھا کیا۔۔ویسے میں تمہارا بل افورڈ کر سکتی تھی۔۔۔۔

ہاں جانتا ہوں بھیءءءء،،،،اپ چاہیں تو کھڑے کھڑے مجھ جیسے دس خرید سکتی ہیں اس لیے تو یہ بندہ بن مول بک گیا اپ کے ہاتھوں۔۔۔۔

طنز کر رہے ہو مجھ پر۔۔۔۔۔۔۔۔

قدرے مدہم لہجے میں اس نے کہا تھا تو وہ بھرپور انداز میں کھکھلاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

میں یہ گستاخی کیسے کر سکتا ہوں؟۔۔۔۔

اچھا چھوڑو۔یہ بتاؤ اب زخم کیسے ہیں تمھارے ؟؟؟؟؟؟؟؟؟۔۔۔

فورا بات بدلتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔۔وہ سابقہ شوخ موڈ میں بولا۔۔۔۔۔

آئی ڈونٹ نو۔۔۔۔آکر دیکھ لو۔ویسے دو دن سے ان زخموں نے اپنے مسیحا کو نہیں دیکھا لہذا ٹھیک کیسے ہو سکتے ہیں۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔اس کا مطلب تم اپنا خیال نہیں رکھ رہے۔۔۔۔

ہاں نہیں رکھ رہا میں اپنا خیال ورنا رکھ سکتا ہوں تمھیں زیادہ فکر ہے تو اجاؤ تم خیال رکھنے کے لیے۔۔۔اب کے وہ قدرے سنجیدہ ہوا تھا،، تبھی وہ، دھیمے سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

پٹ جاؤ گیے سعد بتا رہی ہوں میں۔۔۔۔

تو پیٹ ڈالو نا یار۔۔۔ہم تو کب سے دل ہاتھ میں لیے اپ کے منتظر بیٹھے ہیں۔۔۔۔

وہ پھر ہنسا تھا۔تبھی سبرینہ تپ کر رہ گئی۔۔۔۔

فضول بولنا بہت اتا ہے تمھیں۔۔۔

تم سے ہی سیکھا ہے۔وہ کہاں باز آنے والا تھا لہذا اسی نے اس بار خاموشی میں ہی عافیت جانی ۔۔۔۔

اچھا سوری۔۔۔یہ بتاؤ ابھی کیا کر رہی تھیں ؟؟اس کی خاموشی محسوس کر کے وہ فورا سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔۔۔

کچھ خاص نہیں بس یونہی فارغ بیٹھی تارے گن رہی تھی۔۔۔

سبی نے اسی کے انداز میں جواب لوٹایا تو قدرے وہ انجوئے کرتے ہوئے بولا۔۔۔

ویل۔۔۔پھر کہاں تک پہنچی۔۔۔۔۔۔۔

ابھی تو کچھ لکھ ہوئے ہیں باقی تم گن لو۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن دیکھو تمہاری نگاہوں کے عین سامنے ایک بڑا سا ستارہ ہو گا وہ خاص میرا پیغاماتی سٹار ہے تم دنیا میں کہیں بھی چلی جاؤ۔ یہ سٹار تم تک میرا خیال پہنچاتا رہے گا۔ کیسا ؟؟؟؟؟

زبردست۔۔۔۔۔پاگلوں سے ایسے ھے باتیں متوقع ہو سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔

اس بار وہ پھر دل کھول کر ہنسا تھا۔۔۔۔

کہ لو یار ۔۔۔ راہ عشق میں قدم رکھنے سے پہلے ہم بھی سٹار تھے لیکن اب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب تو سب پاگل کہنے لگ گئے ہیں ایک تم بھی کہ لو گئی تو کیا فرق پڑ جائے گا۔۔۔۔

دوسری طرف اس نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا تھا۔۔۔جب وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

قیس صاحب۔۔۔ کیا ناچیز اپ سے یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتی ہے کے آخر اس نکمی لڑکی میں اپ کو ایسا کیا نظر آیا جو اپ اس کنیز کو اپنا قیمتی دل دے بیٹھے ہیں؟۔۔۔۔

مزے کا سوال ہے۔ پر کاش ہم اپ کو اس کا جواب دے سکتے انار کلی تم نہیں جانتی ہم فقط چند گھڑیوں میں اپ کے اسیر ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

مختصر لفظوں میں اس نے اپنی محبت کی کہانی اس کے گوش گزر دی تھی۔۔ جواب میں وہ خاصی خوش ہو کر ہنس دی تو ساس ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

کاش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ پھول اس وقت ہمارے دامن میں گر رہے ہوتے۔۔۔۔۔۔

شٹ اپ سو جاؤ اب رات کے 3 بج رہے ہیں۔۔۔۔

اس کا چہرہ گل نار ہو گیا پر سعد کا موڈ تبدیل نہیں ہوا۔۔۔۔

نیند نہیں ارہی۔۔ تم اکر لوری سناؤ تو شاید ہم سو بھی جائیں۔۔

چپ کرو۔۔۔ مجھے نیند ارہی ہے لہذا خدا حافظ۔۔۔۔۔

کہنے کے ساتھ ہی اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا تو مجبوراسعد کو بھی صبر کے گھونٹ پینے پڑے۔۔۔۔۔۔

سبرینہ کے گھریلو حالات آج کل خاصے خراب ہو رہے تھے۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی نے دوسرے متوسط اور لوئر کلاس گھرانوں کے ساتھ ساتھ ایک کے گھر کو بھی خاصا متاثر کیا تھا۔ گھر میں اب ھر وقت لڑائی رہنے لگی تھی لہذا مجبور ہو کر سبی کو اماں کی اجازت کے بغیر گھر

سے باہر نکل کر جاب تلاش کرنا پڑی تھی۔ ندا نے یونیورسٹی میں ایڈمشن کے بعد اس سے میل جول رکھنا ذرا کم کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔

بہت سارے دنوں کی خواری کے بعد بالاخر ایک کمپنی میں اسے ملازمت مل گئی تھی اور وہ اس پر بے پناہ مسرور تھی۔ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق اسے اپنے چھ ہزار چھ لاکھ سے کم نہیں لگ تھے تھے۔۔۔۔

ملٹی نیشنل کمپنی میں اس کی جاب کا پہلا دن تھا لہذا شوق شوق میں صبح جلدی بے دار ہو کر ٹائم سے پہلے ہی آفس پہنچ گئی۔۔۔

پہلے پہل اسے گھبراہٹ کا احساس ہوا مگر جلد ہی وہاں ایک لڑکی سے اس کی دوستی ہو گئی تو یہ احساس بھی رفتہ رفتہ جاتا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔

پچھلے پندرہ دنوں سے اس نے سعد سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا وہ مس بیل دیتا رہا تھا مگر سبرینہ جان بوجھ کر بے نیاز بنی رہی۔۔۔۔۔

ساجن تجھ سنگ عید میری

ناول نگار

نازیہ کنول نازی

دسوئیں,گیارہویں اقساط

اس روز اماں کی خراب طبیعت کے باعث وہ خاصی لیٹ ہو گئی تھی، مگر۔۔۔۔۔۔ وائے نصیب کے اسی روز ایم ڈی کے آفس میں اس کی طلبی ہوگئی،اس کے لئے یہ تجربہ چونکہ نیا تھا ۔لہذا وہ اچھی خاصی کنفیوز ہو گئی تھی۔ دل ہی دل میں جل تو جلال تو کا ورد کرتی باقاعدہ اجازت کے بعد وہ ایم ڈی کے آفس میں داخل ہوئی تو نگاھوں کے سامنے سعد یزدانی کو بیٹھے دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ تم۔۔۔۔۔۔! کچھ ہی لمحوں کے بعد خوشگوار حیرانگی سے وہ چلائی تو سعد نے فوراا سے لتاڑ کرر کھ دیا۔ وہاٹ نانسینس

۔۔۔۔۔ آپ بھول رہی ہیں مس سبرینہ کہ اس وقت آپ اپنے آفس کے مالک سے بات کار رہی ہیں۔ سبرینہ کو جو دھچکا اسے ایم ڈی کے روپ میں دیکھ کار لگا تھا اس سے کہیں زیادہ حیرانگی اس کے بدلے ہوے اطوار دیکھ کر ہوئی تھی۔ آئی ایم سوری سر۔۔۔۔۔ بامشکل سہی اس نے فوراہی خود کو سمبھال لیا تھا۔ اٹس اوکے, آئندہ بھی خیال رکھیے گا، مزید میں کاروبار کے معاملے اصولوں کا بہت سخت ہوں بلاوجہ چھٹی کرنا یا لیٹ آنا مجھے قبول نہیں، سمجھے آپ،،۔۔۔۔۔۔۔ وہ اس کا یہ سخت روپ پہلی بار دیکھ رہی تھی، لہذا ہزار ضبط کے باوجود بھی آنکھیں انسوؤں سے بھر گئیں۔ سوری سر۔۔۔۔۔۔۔۔ ایکچولی میری امی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، اسے لئے دیر ہو گئی،،۔ نگاہیں زمین پر گاڑھے بہت مشکل سے وہ وضاحت دے پای تھی جب وہ پھر سے کرخت لہجے میں بولا۔ آئی ڈونٹ کیئر اٹ، یہ آپ کا

پرسنل معاملہ ہے، مجھے آفس ٹائم پر آپ کی حاضری یہاں چاہیے انڈر اسٹینڈ۔۔جی۔۔۔۔

اس کا گلہ روندہ رہا تھا۔ اتنی تذلیل کے بعد مزید اس کے سامنے کھڑا رہنا محال ہو رہا تھا۔ مگر مجبوری تھی کہ اس کی اجازت کے بغیر واپس بھی نہیں پلٹ سکتی تھی۔

اوکے۔۔۔۔اب آپ جا سکتی ہیں۔۔۔۔

گہری نگاہوں سے اسکی نم آنکھوں اور سرخ چہرے کہ بغور جائزہ لیتے ہوئے اس نے کہا تو سبی اپنی آنکھیں رگڑتی فوراواپس پلٹ گی۔۔۔

ایک منٹ ابھی اس کہ ہاتھ دروازے کے ہینڈل پر تھا کے اس نے پھر روک لیا بہت جلدی ہے آپ کو۔۔۔۔

جاب ملنے کی ٹریٹ نہیں دیں گئ۔ یکسر بدلتے ہوئے دوستانہ لہجے میں اس نے کہا۔۔

توسبی نے بے ساختہ پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

جواب سینے پر دونوں بازو باندھے پر شوق نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا

۔۔۔۔۔

یو چیٹر۔۔۔۔۔لپک کر اس کی طرف بڑتے ہوئے اس نے سعد کے سینے پر مکوں کی بارش کر دی۔۔۔۔

جب کے وہ کھکھلا رہا تھا۔۔۔۔۔

کہو کیسی لگی ہماری ایکٹنگ ؟؟؟۔۔۔۔۔۔

اگلے ھے پل اس کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے اس نے پوچھا تو سبی نے سم۔ے میز پر ایک فائل اس کے سر پر دے ماری۔۔۔۔۔۔۔۔

مروتم۔۔۔۔۔۔۔ خبر دار جو آئندہ مجھ سے بت کرنے کی کوشش کی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کروں گا کوشش کیا کرلوگئی تم ؟۔۔۔۔

جان لے لوں گئی تمہاری۔۔۔۔۔۔

وہ تنک کر بولی اور وہ لطف اندوز ہوتے ہوئے بولا موسٹ ویلکم۔۔۔۔۔۔۔

یہ جان تو پچھلے ھے آپ پر نچھاور کر رکھی ہے۔۔۔۔۔

خیر چھوڑو۔۔۔۔ یہ بتاؤ اتنے دنوں تک رابطہ کیوں نہیں کیا؟؟؟؟۔۔۔۔

اور یہ اچانک جاب کرنے کہ شوق کیوں چرا گیا تمھیں۔۔۔۔۔۔۔۔

بس یونہی ملازمین کی تنخواہیں پوری نہیں ہو رہی تھیں لہذا میں نے سوچا خود جاب کر کے بیچاروں کی تنخواہ پوری کر دیا کروں۔۔۔۔

سعد ایک مرتبہ پھر اس کے انداز پر دل کھول کر ہنسا تھا۔۔۔۔

اوکے چلو میری ٹریٹ نکالو۔۔۔۔۔

مل جائے گئی ٹریٹ بھی پہلے تنخواہ تو ملنے دو۔۔۔۔

چلو پھر آج میری جانب سے پرل کانٹی نینٹل میں تمہارا لنچ پکا ہے۔اب یہ نہ پوچھنا کہ وہ کس خوشی میں۔۔۔ نہیں پوچھتی فلحال مجھے کم کرنے دو، امی کی وجہ سے آج جلدی گھر جانا ہے۔ کام تو کر رہی ہو نا یار، ویسے امی کو کیا ہوا ہے،،؟ کچھ خاص نہیں، کل سے بخار ہے، اوپر سے بابا، بات بے بات چخ چخ کرتے رہتے ہیں۔۔۔ یہ سعد کہ بخشا ہوا اعتماد ہی تھا کے وہ اس سے اپنا آپ شیر کرنے لگی تھی۔ اس وقت بھی اپنے دل کہ درد بے ساختہ اس پر آیاں کر گئی تو سعد بھی ازحد سنجیدہ ہو گیا مایوس نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ڈونٹ وری سلی گرل، تم ان چکروں میں نہ پڑو اب جاؤ شاباش اپنا کام کرو بھائی جان کسی بھی وقت اچانک پہنچ گے تو دونوں کو ڈانٹ پڑ جائے گئی۔۔ خوشگوار حیرت سے سر اٹھاتے ہوے اس نے پوچھا تھا جب وہ مبہم سے انداز میں مسکراتے ہوے بولا۔

یس تمھیں کوئی شک ہے،،؟ نہیں اب میں جاؤں؟

آفکورس، لنچ میں ملتے ہیں پھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے،،،۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اثبات میں فورا سر ہلا کر وہ اس کے کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔ دوپہر میں لنچ کے لئے دونوں آفس سے باہر نکل آے۔۔۔۔۔۔۔۔ رمضان ال مبارک کا آغاز ہو چکا تھا ہر طرف ایک عجیب سا پر سکون ماحول ہو گیا تھا، سعد کا ارادہ مزید تعلیم کے لئے یورپ جانے کا تھا مگر سبرینہ کے لئے اس نے اپنی مزید تعلیم کو فلحال التوا میں

ڈالتے ہوئے سنجیدگی سے آفس آنا شروع کر دیا تھا۔اسی کی وجہ سے سبرینہ کو ترقی ملی تھی اور وہ بطور آفس سیکرٹری اپنے فرائض سرانجام دینے لگی۔

سعد اس کا بچوں کی طرح خیال رکھتا تھا وہ جو خود سب کا لاڈلا تھا سبی کی معمولی معمولی باتوں پر خفا ہونے کے بعد اسے سو سو منتیں کر کے مناتا تھا۔۔۔۔

ان دنوں بھی دونوں کے درمیان کسی معمولی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا لہذا تین دن تک وہ ایک دوسرے سے روٹھے رہے۔سعد ان تین دنوں میں آفس بھی نہیں آیا تھا جس پر سبی مزید سلگ اٹھی۔۔۔چوتھے روز دن کے گیارہ بجے کے بعد وہ آفس آیا تو اس کی بڑھی ہوئی شیو اور سرخ سرخ سوجی ہوئی آنکھوں نے سبی کا دل جیسے مٹھی میں لے لیا پہلی بار وہ خود اسے منانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ مگر سعد نے اسے اس کا موقع نا دیا۔وہ اس کے کیبن میں گئی تو سعد ،حماد یزدانی کی پرسنل سیکریڑی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اسے اندر اتے دیکھ کر بھرم ہوتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

کسی کے روم میں انٹر ہونے سے پہلے نوک کرتے ہیں مس سبرینہ۔آپ کو کسی نے تمیز نہیں سکھا آئی۔۔۔۔

سبی کو اس کے لہجے نے بہت تکلیف دی تھی لہذا فورا معذرت کر کے اس کے کمرے سے باہر نکل آئی۔۔۔

آفس میں اکاؤنٹ افسر جنید عبّاس کے ساتھ اس کی اچھی دوستی تھی لہذا جنید نے سبی کی انکھوں میں انسو دیکھے تو فوراً اپنے کام چھوڑ کر اس کی طرف لپک آیا۔۔۔

ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کے سعد وہاں پہنچ گیا۔۔۔

مسٹر جنید آپ اپنا کام چھوڑ کر یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔

اتے بی اس نے درشت لہجے میں پوچھا تھا لہذا جنید عبّاس فوراً سمبھل کر کھڑے ہوئے

۔۔۔۔۔

کچھ نہیں سر۔۔۔۔ مس سبرینہ رو رہی تھی تو میں۔۔۔۔۔

کیا میں۔۔۔۔۔ یہ رو رہی تھیں تو آپ ان کے انسو پونچھنے آ گئے۔ یہ آپ کا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے جنید صاحب جایئے آپ اپنے کیبن میں۔۔۔۔

غصے کا وہ شروع سے تیز تھا۔ لہذا جنید عبّاس موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے فوراً وہاں سے چلے گئے تب وہ سبی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔

یہ کام چھوڑو اور چلو میرے ساتھ۔۔۔

کیوں۔۔۔ مجھے تمھارے ساتھ کہیں نہیں جانا ہے۔۔۔۔

میں انکار نہیں کروں گا۔۔ اگر تم اپنی رسوائی نہیں چاہتی تو چلو میرے ساتھ نہیں تو بصورت دیگر میں ہاتھ پکڑ کر بھی لے جا سکتا ہوں۔۔۔

سبرینہ اس کی ضد سے اچھی طرح واقف تھی لہذا مجبوراکام سمیٹ کر اس کے پیچھے چلی آئی ---

گاڑی میں بھی سعد نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ البتہ پرل کانٹی نینٹل میں اپنی پہلے سے ریزور کروائی ہوئی ٹیبل پر پہنچنے کے بعد وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔۔

تم جانتی ہو نا۔ میں تمھارے معاملے میں کتنا حساس ہوں۔ کوئی بے مقصد تمہاری طرف نگاہ بھر کر دیکھے مجھے یہ بھی گوارا نہیں ہے اسکے باوجود تم ہنس ہنس کر لوگوں سے باتیں کرتی پھرتی ہو----

جنید عبّاس لوگ نہیں ---میرا بہت اچھادوست ہے---

سبی خود غصے سے بھری بیٹھی تھی لہذا اس نے اس کے انداز میں جواب لوٹایا تو وہ مزید مشتعل ہوا تھا----

شٹ اپ آئندہ اگر میں نے تمھیں اسے بات کرتے دیکھ لیا تو اسے آفس سے نکالنے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گا----

تم اپنی دولت کا بیکار رعب مجھ پر نہیں جھاڑ سکتے۔ اس سے پہلے کے تم اس پر خلوص کو کوئی سزا دو میں خود یہ جاب چھوڑ دی ہوں-- شدید تلخ لہجے میں کہنے کے ساتھ ہی وہ اس کے سامنے سے اٹھ کر ہوٹل سے باہر نکل آئی تھی----

روکو سبرینہ۔۔۔۔۔۔۔

وہ سڑک کراس کرنا ہی چاہتی تھی جب سعد اس کے پیچھے لپک آیا۔۔۔

جنید خلوص ہے نہ تمھارے لیے اس کی خاطر تم اپنی جاب چھوڑ سکتی ہو نا اتنا کہنے کے ساتھ ھے سعد نے ہاتھ میں پکڑی چھری سے اپنی شہ رگ کاٹ دی تھی۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا کے سبی اس کو اس کے اس عمل سے باز بی نہیں رکھ سکی تھی۔۔۔

وہ سعد کو جانتی تی بیشک وہ اس کے معملے میں ایسا ہی جذباتی تھا پر جذبات میں میں اپنی جاں سے گزر جائے گا اندازہ نہیں تھا اسے۔۔۔

سو بد حواسی میں لپک کر اپنا دوپٹہ اس کی کلائی پر رکھ کے خون روکنے کی کوشش کی تھی ایسا دوسری بر ہوا تھا جو سعد نے اس کی خاطر اپنی جاں خطرے میں ڈالی تھی۔۔۔

اس وقت وہ رونا نہیں چاہتی تھی پر سعد کی حالت نے اسے رولا ڈالا تھا۔۔۔

گو فورا ہسپتال پہنچنے کے باعث اس کی جان بچ گئی تھی مگر کمزوری بہت زیادہ ہو گئی تھی۔۔۔

دیکھا۔۔۔ میں تمہاری محبت میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔ پھر بھی مجھے ستا کر مزہ اتا ہے تمھیں؟۔۔۔۔

دوسری بر میو ہسپتال میں اس کی قریب بیٹھی وہ رو رہی تھی جب سعد نے شکوہ کرتے ہوئے اس سے کہا بدلے میں کچھ بھی کہے بغیر وہ ایک خاموش نگاہ اس پر ڈال کر اٹھ آئی تھی۔۔

اگلے کچھ دن پھر سرد جنگ کی نذر ہو گئے تھے۔۔ سبی نے جنید کے ساتھ ساتھ پورے آفس کے سٹاف سے بات بند کر دی مگر ساتھ ہی اس نے اس کا بھی بائے کاٹ کر دیا تھا۔۔۔

سعد اس کے رویے کو باخوبی محسوس رہا تھا۔ تبھی چند رات سے ایک دن پہلے اسے زبردستی اپنے ساتھ مارکیٹ لے آیا۔۔

تم نہیں جانتی میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں تمہاری خاطر میں نے مما اور پاپا کی خوائش کو پس پشت ڈال کر باہر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ میں نے آج تک تم سے تمہاری فیملی کا نہیں پوچھا بس تمہاری خوشی کا خیال رکھا ہے۔۔

پھر بھی۔۔۔۔۔۔ پھر بھی تمھارے دل میں میرے لیے کوئی جگا نہیں کیا تم مجھ سے پیار نہیں کرتی ؟۔۔۔۔

اس وقت اس کی حالت بہت قابل رحم تھی لہذا سبی کو اپنا دل موم کرنا ہی پڑا نہیں تو خوش تو اتنے دن سے وہ بھی نہیں تھی۔۔۔۔

تم اتنا فضول کو سوچتے سعد میں نے کب کہا میں تم سے پیار نہیں کرتی ؟۔۔۔۔۔

پیار کرتی ہو تو ستاتی کیوں۔ ہو اتنا؟۔۔۔۔

میں نے صرف جنید سے بات سے منا کیا تھا یہ نہیں کہا تھا پورے آفس سے بات پر بین لگا دو ۔۔۔۔۔۔۔

تو کیا میری اپنی کوئی مرضی نہیں ہے میں بچی نہیں ہوں جو تمھارے اشاروں پر سر جھکا کے چلتی رہوں۔۔۔۔۔۔

سعد کے لبوں پر بڑی محظوظ کن مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔۔۔

فور گاڈ سیک۔۔۔۔ تمھیں اپنا سمجھتا ہوں تو حق جیتا تا ہوں ورنہ ہمارے سرکل میں نت نئ لڑکیوں کی کمی تو نہیں ہے مگر تم یہ بات کبھی نہیں سمجھو گئی۔ تمھارے پاس عقل نام کی چیز نہیں ہے۔۔۔۔۔

توجہ ڈرائیونگ پر رکھے وہ اس پر خفیف سا طنز کر رہا تھا جب وہ تپتے ہوئے بولی۔۔۔۔

ہاں خود تو بڑے عقل مند ہو نہ بات بات پر اپنی امارت کا رعب جھاڑتے ہو کل کو کہ دو گنے او گریب لڑکی کون ہو تم؟؟؟؟؟

اس کا انداز ایسا تھا کے سعد کھکھلا ہے بنا نہیں رہ سکا تھا۔۔۔۔

او گاڈ۔۔۔ بہت دل چسپ لڑکی ہو۔ مجھے اپنی جاں بہت عزیز ہے۔۔۔ ایسا بول کر میں تمھارے ہاتھوں شہید نہیں ہونا چاہتا۔۔۔ ویسے بھی جس جادوگرنی نے سعد یزدانی جیسے مغرور بندے کو اپنے سحر میں لے لیا وہ گریب کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔۔میں جادوگرنی ہوں۔۔۔۔۔تو تم کیا ہو؟۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔تمہارا عاشق۔۔۔۔۔

بڑے مزے سے اس نے کہا تو سبی اس کو گھور کر دکھتے ہوئے خود بھی مسکرا دی تھی۔۔۔۔

اس سعد اور سبی نے مل کر ڈھیر ساری شاپنگ کی تھی۔ سعد نے سبرینہ کے لیے اپنی پسند سے ھر چیز لی تھی اور مہندی بھی اپنی پسند کی لگو آئی تھی جواب میں سبی نے بھی خوشی خوشی گھر والوں کے ساتھ ساتھ سعد کے لیے بھی ڈھیر ساری شاپنگ کی تھی۔شاپنگ کے بعد سعد نے اس کو اس کے پسند کی آئس کریم کھلا آئی تھی۔ دونوں ایک ہی کپ سے ایک دوسرے کو آئس کریم بھر بھر کر کھلا رہے تھے۔۔۔۔۔

اس روز وہ دونوں اتنے خوش تھے کے موسم بھی اس کی بلائیں لے رہا تھا...

اگلے روز عید تھی اور سبی نے صبح صبح بے دار ہو کر سعد کے سیل نمبر پر شرارتی موڈ میں بیل دے دے کر بلاآخر اسے اٹھا دیا تھا۔۔۔

کیا ہے۔۔۔۔۔اتنے اچھے خواب دیکھ رہا تھا۔ کیوں تنگ کر رہی ہو؟۔۔۔۔۔

قدرے جھنجھلا کر کال ریسیو کرتے ہوئے اس نے کہا تو تو سبی مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

آج عید کا مبارک دن ہے سو اٹھ کر تیار ہوں اور اسے انجوئے کریں نہ کے شیطان کی طرح سو کر بے کار کریں۔۔۔۔

اچھا دادی اماں۔۔۔ سن لیا ویسے تمھیں کیسے پتا کے شیطان عید کے دن سوتا ہے۔۔۔

پتا ہے ناں۔۔۔۔ چلو اٹھو اب دوستوں سے عید ملو اور عید کی نماز پڑھو۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو میں پڑھ لوں گا۔۔۔۔۔ تم یہ بتاؤ کہاں عید مل رہی ہو۔؟؟۔۔۔۔۔

وہ پھر پٹڑی سے اترنے لگا تھا لہذا سبی نے بوکھلاتے ہوئے چپ چاپ کال کاٹ دی تھی ۔۔۔۔۔

سعد اس کی اس حرکت سے جی بھر کر بدمزہ ہوا تھا پر اگلے ہی پل کچھ سوچ کر مسکرا دیا تھا ۔۔۔۔۔

سبی گھر کے کاموں سے فارغ ہو کر ندا سے عید ملنے آئی تھی۔۔۔۔

ندا کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ندا نے کہا آج میرے پس تمھارے لیے ایک سرپرائز ہے ۔۔۔۔

سبی۔۔۔۔ کیا؟؟۔۔۔۔۔

ویٹ میری جان۔۔۔ ابھی پتا چل جائے گا۔۔۔

اس بات کو کچھ پل ھے گزرے تھے کے سعد آگیا۔۔۔

لو آگیا تمہارا سرپرائز۔۔۔۔۔

وہ ابھی اس کے الفاظ پر حیرانگی سے پلٹ کر دیکھ رہی تھی کے سعد ان کی آواز سن کر خود وہاں چلا آیا۔۔۔۔۔۔

السلام وعلیکم اینڈ عید مبارک۔۔۔۔۔

وائٹ کلف لگے کرتا شلوار میں وہ بہت خوبصورت مگ رہا تھا۔۔۔ سبی اسے وہاں دیکھ کر بہت حیران ہوئی تھی پھر انکی شرارت سمجھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

وا علیکم سلام اینڈ سیم تو یو۔۔۔۔۔۔

فرمایے کیسے آنا ہوا؟۔۔۔۔۔۔

بس یونہی یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا سنگ دل محبوب کے درشن کر لوں۔۔۔۔۔

چلو اچھا کیا۔۔۔۔ بتایے کیا خدمات کریں آپ کی؟۔۔۔۔۔

نظر اس کے خوبرو سراپے پر جمائے اس نے نے پھر سے شاہانہ انداز میں کہا تو سعد اس کے رنگ روپ کو انکھوں میں سموتے ہوئے مسکرا کر بولا۔۔۔۔

فلحال تو چند حسین ساعتیں درکار ہے اگر آپ دیکھ سکے تو۔۔۔۔۔۔

سبی اس کے تقاضے پر سٹپٹا کر رہ گی تھی جب کے ندا نے اس کے الفاظ کو بھرپور انجوئے کرتے ہوئے مسکرا کر بولی حضور میرا خیال ہے کے ڈرائنگ روم میں چلتے ہیں یہ جگہ، پر لطف باتوں کے لیے کسی طور مناسب نہیں۔۔۔۔۔۔

بلکل چلیے۔۔۔۔۔۔۔

سبی کو ان دونوں کے مابین اتنی انڈر اسٹینڈنگ دیکھ کر حیرانی ہوئی تھی۔۔۔۔

تاہم اس نے زیادا محسوس نہیں کیا۔۔۔۔

اور نہ ہی سعد یا ندا سے اس کے بڑے میں پوچھ گچھ کی۔۔ کیوں کے اپنی محبت اور دوستی دونوں پر ہی اعتماد تھا۔۔۔۔

سعد اب بھی گہری نگاہیں اس کے دلکش سراپے پر جمائے باظاہر ندا سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

جب کے وہ خاموش بیٹھی اس کے تاثرات نوٹ کر رہی تھی۔۔۔

باتوں کے دوران ہی اچانک اس نے ندا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

ظالم سماج جی۔۔۔۔۔

اگر آپ مہربانی کر کے ہمیں چند منٹ کی تنہائی بخش دیں تو میں اپکا بے حد مشکور رہوں گا

۔۔۔۔۔

سعد کی ریکویسٹ پر ندا کھکھلاتے ہوئے فوراڈرائنگ روم سے باہر نکل گی تھی۔

جب کے اس کا دل اب اکیلے پن کی وجہ سے دھڑ دھڑ کر رہا تھا۔۔۔

کہئیے جناب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیسا لگا ہمارا یوں عید وش کرنا۔

ندا کے جاتے ہی وہ اس کے قریبی صوفے پر آٹکا تھا لہذا وہ اور بھی کونفیوز ہو کر رہ گی تھی

۔۔۔

سعد۔۔۔۔۔۔مجھے یہ سب پسند نہیں ہے فضول میں ہمارے کردار یا تعلق پر حرف آے یہ سب مجھے برداشت نہیں ہے۔

تم نے یہ کیسے سوچ لیا کے میں تمہاری رسوائی برداشت کر سکتا ہوں؟؟؟

تم نے سوچ کیسے لئے میں تمہاری رسوائی برداشت کر سکتا ہوں ندا میری اچھی دوست ہے۔ آج کے دن تم سے ملنے اور بات کرنے کو دل بے قرار ہو رہا تھا۔ سو مجبورا اس کی ہیلپ لینا پڑی۔ وگرنہ میں۔۔۔۔۔۔ خیر چھوڑو یہ بتاؤ کیا ابھی میرے ساتھ کسی اچھے ریسٹورنٹ میں چل سکتی ہو۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔۔

سبی کے پٹ سے انکار پر سعد نے اپنے ہونٹ بھیچے تھے۔۔۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔خدا حافظ۔۔۔۔

شدید ہرٹ ہوتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا تو سبی کا دل اس کا سرخ چہرہ دیکھ کے مچل اٹھا تھا۔۔

ناراض ہو کر جا رہے ہو ؟۔۔۔ بے ساختہ وہ اس کے سامنے آئی تھی جب وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولا۔۔۔

کاش۔۔۔ میں تم سے ناراض ہو سکتا۔۔۔

تھنکس۔۔۔ ویسے آج قومی لباس میں بہت پیارے لگ رہے ہو۔۔۔

اس کا موڈ بحال کرنے کے لیے وہ فرش لہجے میں بولی جبکہ وہ اس کو گھور کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بے ساختہ مسکرا دیا۔۔۔

قسم سے بہت بے حس لڑکی ہو تم کبھی کبھی تو اپنے قیمتی دل کی نہ قدری پر دکھ ہوتا ہے ۔۔۔۔

چلو خیر چھوڑو۔۔۔ اپنا ہاتھ دو۔۔۔

کہنے کے ساتھ ھے اس نے سبی کا بایاں ہاتھ پکڑا اور کوٹ کی پاکٹ سے ڈیمنڈ کی رنگ نکل کر اس کے تیسری انگلی میں پہنا دی۔۔۔

لیں جناب۔۔۔۔ آج آپ ہمارے نام سے منسوب ہو گئی ہیں، اب صرف آپ کی طرف سے رسم باقی ہے، انشاللہ یہ مرحلہ بھی جلد تمام پائے گا، ویسے آج تم بہت پیاری لگ رہی ہو اجازت ہو تو آپ کے حسن کا تھوڑا سا صدقہ اتر دوں۔۔۔۔۔

اس کی خوبصورت آنکھوں میں جھلملاتے ستارے، سبرینہ ازہان کو گلنار کر گے تھے، لہذا وہ مسکرا کر اسے پرے دھکیلتے ہوئے قدرے خفگی سے بولی۔۔۔

بس یہی خامی ہے تم میں، وقت بے وقت پڑری سے نیچے اتر آتے ہو۔۔۔۔۔۔۔

لکین آج عید ہے، محبوب نہ سہی، سہیلی سمجھ کر گلے مل لو۔۔۔۔۔اس نے ہلکا سا احتجاج کیا تھا۔

جی نہیں۔۔۔۔۔جا کر دوستوں سے گلے ملے، میں اب گھر جارہی ہو، اماں پریشان ہو رہی ہوں گی۔۔۔۔۔۔

اچھا بات تو سنو۔۔۔۔۔

لپک کر سبی کا آنچل تھامتے ہوئے وہ جیسے پھر بے خود ہوا تھا۔

سنو۔۔۔۔تمہاری اماں کے پاس میں اپنے ممی ڈیڈی کو کب بھیجوں۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔۔۔۔

دھڑ دھڑ کرتے دل کو بامشکل سمبھالتے ہوئے سرعت سے اس نے کہا اور ندا کے گھر سے نکل آئی۔

وہ عید اس کے لئے اب بھی ایک خوش گوار یاد کی مانند تھی۔

آنسو کب اس کی آنکھوں سے قطار در قطار بہنے لگے اسے کچھ خبر نہ ہو سکی۔ پتھرائی سی خالی نگاہیں، ڈائمنڈ کی اس خوبصورت سی رنگ پر پڑی تھی جو چند سال قبل سعد یزدانی نے بڑی چاہت کے ساتھ خود اسے آپنے ہاتھوں سے پہنای تھی۔

زندگی کے کسی موڑ پر اس کی تقدیر خود اسے سعد یزدانی سے دور کرے گی، ایسا تو اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

حصّار مدد میں مدت ہوئی ہے کھوی نہیں
میں جاگتی نہیں رہی اگر سو نہیں
پکارتے رہے خوش قامت نگاہ کیا کیا
مگر ہمارے لئے تو نہیں تو کوئی نہیں

فضا میں اب بھی خنکی کا راج تھا۔ ہر سو دھند بکھری تھی۔ مگر وہ خود آپنے آپ سے بے نیاز کھڑی رو رہی تھی۔

ان دنوں گھر کے حالت بہت خراب تھے۔ قرض خواہوں کے تقاضوں نے ابا کو اندر اندر ہی گھن کی مانند چاٹنا شروع کر دیا تھا۔ اس مشکل وقت میں ارتضی ہمدانی نے ان کی مدد کی تھی۔ وہ عمیر کا دوست تھا اور باہر سے ڈگری لے کر آیا تھا۔ عمیر کی زبانی ان کے گھریلو حالت کا سن کر اس نے عمیر کے امریکا کے ویزے کا انتظام کر دیا۔ اماں اس سے بے حد مرعوب

دکھائی دے رہی تھیں لہذا ارتضی ہمدانی کی آمد ورفت ان کے گھر میں بڑھ گی تھی۔ انھی دنوں سادہ سی مگر شوخ اور چنچل سبی اسے پسند اگی جس کا اظہار اس نے اماں سے برملا کر دیا اماں تو گویا اس کا مدعا سن کر فریز ہو گئیں۔۔۔۔۔۔۔

کہاں وہ محلوں میں رہنے والا شہزادہ اور کہاں وہ سبی غربت کی چکی میں پستے عام سے گھرانے کی بیٹی۔۔۔۔۔۔۔۔انہیں تو یہ کوئی خدائی معجزہ لگ رہا تھا۔ تاہم اس سے پہلے کے وہ ارتضی کے گھر والوں کو جواب دیتیں۔۔۔۔ سبی نے عین وقت پر بغاوت کر ڈالی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تک محض اس نے سنا تھا کے محبت بے باک ہوتی ہے پہلی بار اسے خود پر تجربہ ہو گیا تھا۔ دل پر کوئی آفت ٹوٹنے نے ڈر سے اس نے خاصی بے باکی سے اماں کو اپنی محبت کا قصہ سنا دیا ۔جب غریب گھر کی بیٹیاں محبت کرتی ہیں تو والدین جلاد بن جاتے ہیں۔ لہذا اماں نے بھی اس کا گھر سے نکلنا بند کر دیا۔ جاب چھڑا دی۔ پورے تین دن بھوکی پیاسی رہنے کے بعد بھی جب سعد کی محبت کا بھوت سر سے نہ اترا تو اماں کو ہتھیار ڈالنا پڑے۔ سبی نے ان کو واضح دھمکی دی تھی کے سعد کے علاوہ اگر کوئی اس کی زندگی میں آیا تو وہ خودکشی کر لے گئی۔ اور اس جیسے سر پھری لڑکی سے کوئی بعید بھی نہیں تھا۔ لہذا اماں نے اسے کہ دیا کے سعد کو کہے کے اپنے والدین کو بھیج دے۔ سبی کو تو مر کر زندگی ملی تھی۔۔۔۔۔۔

سعد کی جنونی محبت کا اندازہ تھا اسے یقیناً اس کے پرائے ہو جانے پر وہ اپنی زندگی گوا بیٹھتا اور یہی نہیں وہ چاہتی تھی۔ لہٰذا خوشی خوشی ندا کو ساتھ لے کر اس کے محلوں جیسے گھر جا پہنچی

سعد اسے لاؤنج میں ہی مل گیا چھوٹی کا دن تھا اور وہ شاید ابھی ابھی سو کر اٹھا تھا۔ اس وقت لاؤنج میں اس کی نفیس سی مما بھی مجود تھی۔۔۔۔۔۔

سبی اور ندا نے انہیں سلام کیا اور قریبی صوفہ پر براجمان ہو گئی۔۔۔ سعد اسے پہلے سے زیادہ نڈھال اور کمزور لگا تھا اور جس کی وجہ وہ باخوبی جانتی تھی۔ سعد نے اپنی مما سے ان کا سرسری سا تعارف کروایا تھا اس کی سمجھ اسے نہیں اسکی تھی۔ سبی اس سے اکیلے میں بات کرنا چاہتی تھی پر وہ اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا پہلے پہل وہ سمجھی اتنے دن رابطہ نہ رکھنے پر خفا ہے۔ مگر جلد ہی اس بات کا بھید بھی کھل گیا جب سعد کی مما نے چائے سرو کرتے ہوئے خاصی اپنایت سے بتایا۔۔۔۔

بیٹا سعد نے آپ لوگوں کو اپنی شادی میں انوائٹ کیا ہے کے نہیں۔ اس لمحے ان چند الفاظ نے سبی جیسی مظبوط اعصاب والی لڑکی کے اندر دھماکہ کر ڈالا تھا۔ کس قدر چونک کر اس نے سعد کی طرف دیکھا تھا لیکن وہ اس کی طرف دیکھ ھی کب رہا تھا۔ تبھی وہ شاید ھر طرح کی تمیز سے نہ بلد ہو کر پوچھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سعد۔۔۔۔۔۔۔یہ تمہاری مما کیا کح رہی ہیں۔۔۔

تم نے تو مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا۔۔۔اس کی پوری ہستی فنا ہو رہی تھی اور وہ خاموش بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

سعدی۔۔۔۔۔میں یہ کیا سن رہی ہوں بیٹا؟۔۔۔

اسکی مما بھی یقیناً حیران رہ گئی تھیں اس لیے اس سے پوچھ بیٹھی۔۔۔۔۔۔

تو وہ خاموش نہ رہ سکا۔۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔۔۔یہ سب جھوٹ ہے مما میں ان کو جسٹ اپنی دوست سمجھتا ہوں مما۔۔۔۔۔۔

پاتال کی اتھاہ گہرایوں میں گرنہ کیسے کہتے ہیں کوئی اس لمحے سبرینہ ازہان سے پوچھتا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں جسٹ انہیں اپنی دوست سمجتا ہوں مما یہ سب کیا کہ رہی ہیں مما میں خود نہیں جانتا ۔۔۔وہ کہ رہا تھا اور سبی کو اپنا دل روکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس روز سعد کی مما نے اسے بہت شرمندہ کیا تھا اپنی اور اس کی کلاس کا فرق سمجھا دیا تھا۔وہ چاہتی تو سعد کا گریبان پکڑ کر جواب مانگ سکتی تھی پر نہیں کیوں کے وہ سبرینہ ازہان تھی۔ سب سے الگ لہذا اپنی نم آنکھوں کو رگڑتی ایک الوداعی نذر اس پر ڈال کر ندا کے سہارے اس کے گھر سے نکل آئی تھی۔۔۔

محبت کا یہ درد اس سے سہا نہیں جا رہا تھا لہذا قریبی پارک میں کافی دیر ندا کے گلے لگ کر کافی دیر رونے کے بعد جب وہ گھر واپس آئی اس کا تعلق زندگی سے پہلے جیسا نہیں رہا تھا ------

وہ سبرینہ ازہان جو ہنسنا کھلکھلانا جانتی تھی جس کی غزالی آنکھوں سے جگنو ٹپکا کرتے تھے۔ پٹ پٹ بولنا اور بات بات پر کھلکھلانا جس کی عادت میں شامل تھا اب وہ ہی زندگی سے بھرپور سبرینہ ازہان خاموشی کے قلعے میں مقید ہو کر رہ گئی تھی۔ اماں نے اس سے پوچھنے کی بہت کوشش کی مگر وہ۔۔۔۔ تو پتھر کی ہو کر رہ گئی تھی۔ بس کانوں میں ایک ہی جملہ گونج رہا تھا ----

نہیں مما میں تو انہیں جسٹ اپنی دوست سمجھتا ہوں۔۔۔۔

ایک انسان سے عشق میں ٹھوکر کھانے کے بعد اسے خدا یاد آیا تھا۔

وہ جو کبھی ایک وقت کی نماز بھی نہیں پڑھتی تھی، اب پنجگانا نماز کی عادی ہو گئی تھی ------،

عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف آنے کے بعد وہ بہت بدل گئی تھی۔ کڑے سے کڑے مصاءب کو جوتے کی نوک پر رکھنے والی سبی اب ٹوٹ پھوٹ کر شکار ہو کر جیسے جنونی ہو گئی تھی۔ زیادہ سے زیادہ امیر ہونا اس کی زندگی کا مقصد بن کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

سعد کو ہمیشہ کے لیے کھو دینے کے بعد اس نے اماں کے کہنے پر ارتضی ہمدانی کو قبول کر لیا تھا ----

مگر پھر بھی زندگی لوٹ کر اس کے اندر نہیں آئی تھی-----

ارتضی کو اس سے خاصی مایوسی ہوئی تھی لہذا وہ بھی روایتی مردوں کی طرح طلاق دے کر چلا گیا۔ مگر اس کی جامد زندگی میں تب بھی کوئی ہلچل نا آئی اور نا ہی انکھوں سے ایک بھی انسو ٹپکا۔---

ابا کی رحلت کے بعد عمیر نے اماں اور سبی کو بھی اپنے پس امریکا بلا لیا ان گزرے سات سالوں میں انہیں دو چیزیں وافر تعداد میں ملی تھیں-----

دکھ اور دولت----------

رات اب آہستہ آہستہ بھیگنے لگی تھی، سردی کا احساس بھی گذرتے حرپل کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔ مگر وہ رات بھر جاگ کر سالوں بعد وقفے وقفے سے روتی رہی تھی۔

ندا کے بقول، سعد نے اس سے رابطہ کرنے کی بہت کوشش کی تھی۔ کافی عرصہ وہ سبی کے رابطہ نمبر کے لئے ندا کو فورس بھی کرتا رہا تھا۔ دو سال قبل ندا بیاہ کر کے اسٹر الیا چلی گئی تو یہ ۔قصّہ بھی پاک ہو گیا۔

اب تو ماسوائے بھولی بھٹکی یادوں کے اور کچھ بھی اس کے پاس نہیں رہا تھا۔ مگر۔۔۔۔۔۔۔۔

زندگی ایک مرتبہ پھر اس کے ضبط کا امتحان لینے پر تل گئی تھی۔

سرزمین پاکستان پر پورے سات سال بعد اس کے قدم پرے تو آنکھیں آپ ہی آپ نمکین پانیوں سے بھر آئیں۔ تایا کے گھر ان کا خاصا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔ مگر سبرینہ ازہان کے لبوں پر مسکراہٹ کا کوئی پھول نہیں کھل سکا تھا۔

اس روز غالباً بائیسواں روزہ تھا۔ اور وہ آپنے معمول کی مانند کچھ کھلونے، ٹافیاں اور بھاری رقم ایدھی چائلڈ ہوم آئی تھی۔ ننھے ننھے بچوں میں خوشیاں بانٹ کر اسے بڑا سکون ملتا تھا

۔۔۔۔

اس روز بھی وہ بچوں سے ملنے ایدھی چائلڈ ہوم آئی تو اس سے آل ریڈی مانوس بچے اسے دیکھتے ہی خوشی سے اچھل پڑے۔

آنٹی۔۔۔۔۔ آپ کل کیوں نہیں ائیں آئیں؟۔۔۔۔۔۔

ایک بہت ہی پیاری چھوٹی سی معصوم بچی نے اس کی گود میں بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا جب وہ پیار سے اس کے بال سنوارتے ہوئے بولی۔

کل آنٹی ایک گاوں میں گئی تھی بیٹے۔۔۔۔۔۔

گاؤں میں کیوں گیں تھی وہی بچوں کی کریدنے والی معصوم سی عادت۔

پتا ہے آنٹی کل انکل آئے تھے، ہم آپ کو ان سے ملوانا چاہتے تھے، ہم نے انکل سے آپ کی ڈھیر ساری باتیں کی تھیں۔

یہ انکل کون ہیں بھی؟۔۔۔۔۔۔۔

انکل ہمارے دوست ہیں آپ کی طرح وہ بھی ہم سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔

اچھا۔۔۔۔۔۔۔پھر تو ملنا پڑے گا آپ کے انکل سے۔۔۔۔۔

انکل اگئے۔۔۔۔۔۔۔۔

اس لمحے سبی نے سرسری سی گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تھا اس ایک لمحے میں وہ ساکت ہو کر رہ گئی تھی جبکہ آنے والے نے ہاتھوں سے تمام کھلونے چھوٹ کر گر گئے تھے۔ دونوں کی آنکھوں میں اس وقت دھول اڑ رہی تھی۔۔۔۔۔

تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سعد کا سکوت بھر حال پہلے ٹوٹا تھا لہذا وہ خوشی سے بے حال ہوتے ہوئے فوراً اس کی طرف لپک آیا تھا۔ مگر جواب میں سبی نے اسے کچھ اس انداز سے دیکھا کے وہ شرمندہ ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔

اوکے۔۔۔بچوں میں اب چلتی ہوں آپ اپنا خیال رکھنا۔۔۔۔اوکے۔۔۔۔۔۔

وہ اگے بڑھی تو سعد اس کے سامنے اگیا۔۔۔

کہاں چلی گئی تھی ایم سوری میں آج بھی تم سے بے انتہا پیار کرتا ہوں۔۔۔۔

اس کی آنکھیں بھر آئی تھی مگر سبی نے اپنا منہ نفرت سے دوسری جانب پھیر لیا۔۔۔

مجھے تمھارے تصور سے بھی شدید نفرت ہے سعد۔ پھر سے کیا لہو لہان کرو مجھے پلیز

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری بات تو سنو مجھے ایک موقع تو دو کے میں اپنی صفائی پیش کر سکوں۔۔۔۔۔

وہ پھر مچلا تھا پر سبی کے انداز میں تبدیلی نا آئی۔۔۔۔۔۔

شٹ اپ راستہ چھوڑ دو میرا۔۔۔ نہیں تو بھرے ہجوم میں انسلٹ کر ڈالوں گئی تمہاری

۔۔۔۔۔۔

قطرہ قطرہ کٹتے دل کی پرواہ کیے بغیر وہ اگے بڑھی اور اپنی شاندار گاڑی میں بیٹھ کر رخصت ہو گئی۔۔۔۔

سعد یزدانی کے اندر اس لمحے صدیوں کی تھکن اتر آئی تھی۔۔۔۔

دھڑکنیں ابھی معمول پر آئی بھی نہیں تھی کے وہ پھر ہجر اور نفرت کا تماچہ مار کر گم ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس روز وہ دیر تک روتا رہا تھا اور رات بھی مسجد میں گزاری تھی۔۔۔۔

چاند رات آئی تو مما کے فورس کرنے پر وہ مارکیٹ چلا آیا اور وہاں ایک دفع پھر وہ اسے مل گئی۔۔ قدرت مہربان ہو تو کچھ بھی نا ممکن ہے اس نے اس لمحے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا

سبی ارد گرد سے بے نیاز جانے کس کے لیے ڈھیر ساری چوریاں خرید رہی تھی جب وہ لپک کر اس کے پس جا کھڑا ہوا۔۔۔

تمھارے لئے چوڑیاں میں خریدوں گا۔۔۔

سعد کی مانوس اسے چونکا گئی تھی بے ساختہ مڑ کے دیکھا تو وہ اس کے پس کھڑا بڑے پھیکے انداز میں مسکرا رہا تھا۔ سبی نے اپنے اندر کے غصے کو دباتے ہوئے چوڑیوں کی پے منٹ کی اور سرعت سے گاڑی کی طرف بڑھ آئی تھی۔ مگر اس بر سعد نے اسے فرار ہونے کا موقع نہیں دیا تھا۔۔۔۔

کب تک مجھ سے بھاگو گئی اگر قدرت تمھیں میرے پس لے آئی ہے تو کم سے کم دکھی دل کے رواداد تو سن لو۔۔۔

زبردستی ڈرائیونگ سیٹ سمبھال کر وہ اس کی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا تو سبی اس بار اپنے مچلتے آنسوؤں پر بند نا باند سکی اور سسک سسک کے رو دی۔۔۔۔۔۔۔

میں جانتا ہوں تم بھی آج تک مجھے بھلا نہیں پے ہو میں بھی۔۔۔۔۔۔۔

بس کوئی وضاحت نہیں سننی مجھے تمہاری محبت کے نام پر جو زخم تم نے دیا تھا وہ بھولنے کے قابل نہیں تھا سعد یزدانی ۔ تم امیر لوگوں کے لیے دیک کھلونے ہوا کرتے ہیں مگر ۔۔۔۔۔۔ مجھ جیسے غریب لڑکیاں اسی ایک دل کے ٹوٹ پھوٹ جانے پر ساری زندگی مسکرا نہیں پاتیں۔۔۔۔۔۔

میں جھوٹی تھی ناں۔ تم نے مجھ سے کبھی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا ناں۔ ٹھیک ہیں مان لی میں نے اپنی غلطی۔ بھت سزا بھگت لی میں نہ اپنی اس غلطی کی۔ اب پھر سے کیوں پیچھے پڑ گئے ہو میرے کیوں ھر قدم پر بار بار ٹکرا جاتے ہو مجھ سے ؟۔۔۔۔۔

برسوں کا غبار آنسوں میں نکل رہا تھا اور سعد اسے روتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

آخر کیا تھا اس لڑکی میں جو وہ کسی اور کا ہو ھے نہیں سکا تھا۔۔۔

بس نکل گیا تمھارے دل کا غبار ؟۔۔۔۔۔

سبی کے خاموش ہو جانے پر اس نے پوچھا اور ٹھنڈی آہ بھر کر گاڑی کی پشت سے سر ٹکا دیا ۔۔۔۔۔

پتا ہے۔۔۔۔۔ زندگی میں ھر شخص کے لیے ماں کی بھت اہمیت ہوتی ہے۔ میں تمھیں اپنی صفائی میں کوئی لمبی چوڑی کہانی نہیں سناؤں گا بس مختصر بتاؤں گا اس المیے کا جو ہماری جدائی کا باعث بنا۔۔۔۔۔

پھر اس کے بعد اگر تم دل بڑا کر کے مجھے معاف کر دو تو ٹھنکس باصورت دیگر سانسوں کا بوجھ تو اٹھاہی رہے ہیں ہم۔۔۔۔۔

سعد کی آنکھیں ہمیشہ اس کے لبوں کا ساتھ دیتی تھی لہذا سبی نے اپنے آنسوں رگڑ ڈالے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں کبی بھی حالات سے حرا نہیں تھا نا کبھی کسی امتحان میں گھٹنے ٹیکے تھے۔۔ دل کا جو سودا تمھارے ساتھ کیا تھا اس میں دولت کبھی نعم البدل نہیں کر سکی۔۔۔ میں نے تم سے کبھی ایک لمحے کے لئے بھی جدا ہونے کس نہیں سوچا تھا مگر۔۔۔ تقدیر کے کھیل دیکھو کے پورے سات سال تمھارے ہجر کا زھر پینے پر مجبور ہو گیا ہوں۔یقین کرو میں مما اور پاپا سے تمھارے بارے میں بات کرنے ہی والا تھا کے ایک دن صبح ناشتے کی ٹیبل پر مما نے اپنی پسند کی لڑکی سے میری منگنی کی نیوز سنادی میں نے مما کو ہرٹ کرتے ہوئے رشتے سے انکار کر دیا ۔۔۔۔

مما نے میری بات کو اپنی توہین سمجھا اور وہ بیمار پر گئی ڈاکٹر نے ان کی زندگی خطرے میں قرار دے دی۔ اور انہیں ھر طرح کی پریشانی سے دور رکھنے کا کہا۔۔۔

تب مجبورا اپنی مما کے جاں کے صدقے میں نے اپنا دل اپنے ہی پاؤں تلے مسل دیا اور مما سے معافی مانگتے ہوئے ان کی بات مان لی۔۔۔۔

جس روز تم میرے گھر آئی اسی رات میں نے ندا کو کال کر کے ھر بات بتا دی تھی کیوں کے تم سے رابطے کا کوئی وسیلہ نہیں رہا تھا۔ مگر ندا کے منہ سے یہ سن کر کے تم اب مجھ سے نفرت کرتی ہو اور جلد ہی تمہاری شادی ہو رہی ہے۔ اس کے تھرو میں یہ سب سن کر برداشت نا کر سکا اور میری اپنی جان خطرے میں پڑ گئی۔ اس دوران نا جانے کیسے مما کو تمام حقیقت کا پتا چل گیا تو انہوں نے میری خوشی کی خاطر اپنی پسند کی لڑکی سے میری نسبت تور کر تمھیں بہو بنانے کا عندیہ دے دیا۔ مگر تب تک بھٹ دیر ہو چکی تھی۔ میں ہسپتال سے سیدھا تمھارے گھر آیا تو وہاں لگے تالے کو دیکھ کر ارد سے پوچنے پر پتا چلا کے تم لوگ یورپ سیٹل ہو گنے ہو۔۔ پھر ندا کے ابو نے پاپا سے میرے اور ندا کے رشتے کی بات کی پر میری حالت دکھتے ہوئے انہوں نے انکار کر دیا۔ میں تو خالی ہو چکا تھا۔ پچھلے سات سالوں سے تمہاری یادوں کے سہارے جیسے میں نے گزارے ہیں مجھے ھی پتا ہے۔۔۔

ندا سے ہزاروں بار تمہارا رابطہ نمبر منگا پر وہ ہمیشہ یہ کہ مر مایوس کرتی رہی کے تم اپنی شادی شدہ زندگی میں بہت خوش ہو لر مجھ سے رابطہ نہیں رکھنا چاہتی۔ تب رفتہ رفتہ اس دل کو بھی صبر اگیا۔ اب تو میں خاصا بھل گیا تھا کہ تم پھر مقابل اگئی میرے اور دیکھ لو میں پگل پھر سے ہاتھ بڑھا مر چاند پانے کے لیے بے قرار ہو گیا۔۔۔

سعد خاموش ہوا تو اس کی آنکھوں میں مچلتے پانی نے سبی کا دل جیسے مٹھی میں لے لیا۔۔۔۔

ندا نے کبھی تمہاری کسی مجبوری کا ذکر نہیں کیا سعد اور میری خوش حال شادی شدہ زندگی کی کہانی بھی جھوٹ ہے سعد کیوں کے میرا صرف نکاح ہوا تھا رخصتی کی نوبت تو تمہاری محبت کے روگ نے آنے ہی نہیں دی یہاں تک کے وہ کاغذی تعلق ایک روز چپ چاپ ختم ہو گیا ۔۔۔۔۔

سعد کے لیے یہ انکشاف حیران کن اور خوش گوار تھا تبھی وہ اپنے انسو چن کر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اوہ تو اس کا مطلب تمھیں اپنی رخصتی نا ہونے کا دکھ تھکا رہا ہے۔۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔۔زندگی میں صرف فضول بولنا ہی سیکھا ہے تم نے۔۔۔۔۔

برسوں بعد وہ اپنی پرانی عادت میں واپس لوٹی تھی۔۔۔۔۔

اچھا میں فضول بولتا ہوں تو تمھارے منہ سے کون سا پھول جھڑتے ہیں۔کیا کہ رہی تھی اس دن کے مجھے تمھارے تصور سے بھی نفرت ہے سعد یزدانی اگر یہ سچ ہے تو بھلا کیوں نہیں پے سعد یزدانی کو۔۔۔۔۔

خفیف سا طنز کرتے ہوئے سعد نے اس کی دھکتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

جب وہ مسکرا کر کھڑکی سے باہر دکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

سعدیز دانی بڑا ڈھیٹ بندہ ہے لاکھ کوشش کی دل سے نکل کر باہر پھینک دوں۔ مگر دل دربار کی چوکھٹ پکڑ کر بیٹھ گیا پھر میں کیا کرتی؟؟؟؟-------

اس بار سعد دل کھول کر ہنسا تھا-------

ویل--اس کا مطلب تم زندگی میں کبھی بھی سعدیز دانی سے جیت نہیں سکتی----

خیر چھوڑو سات سال بعد ہمارے لئے تو عید آئی ہے کیوں نہ اس کے ایک ایک پر مسرت لمحے سے لطف کشید کریں۔ چلو او تمھیں عید کی دل کھول کر شاپنگ کرواں۔ سات سال پہلے منگنی کی تھی اس عید پر رخصتی لازمی ہے کیوں مما بہت شدت سے میرے بچوں کو گود میں کھلانے کے لئے ترس رہی ہیں--------

سبی کا ہاتھ تھام کر اس نہ کچھ اس انداز میں کہا کے سبی نے خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے ایک زبردست مکا اس نے شانے پر رسید کر گی-----

جتنے چاہو ستم کر لو لڑکی عنقریب سارے بدلے بے باک کر دوں گا میں بھی----

خوبصورت آنکھوں میں رقص کرتے جگنو سبرینہ ازہان کو خود میں سمٹ نے میں مجبور کر گئے تھے۔ تبھی وہ بے نیازی سے کھکھلا کر دل ہی دل میں اللہ کی پاک ذات کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہوئے سعدیز دانی می ہمراہ انار کلی بازار کی طرف بڑھ گی کے اب واقعی اس کے ساجن کے سنگ جڑی خوشیاں اسے محض تھوڑے ہی دنوں می فاصلے پر تھیں-----------

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ختم شد